ماہنامہ

انصار اللہ

فروری 2016ء / ربیع الثانی، جمادی الاوّل 1437ھ / تبلیغ 1395ھش

پیشگوئی مصلح موعود

’’......سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے‘‘

مصلح موعود ہونے کا اعلان

حضرت مصلح موعود نے 28رجنوری 1944ء کو پہلی دفعہ قادیان دارالامان میں اپنے خطبہ جمعہ میں مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا پھر 20رفروری 1944ء کو ہوشیار پور میں اعلان فرمانے کے بعد 12 ر مارچ 1944ء کو بمقام لاہور جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج مَیں اِس جلسہ میں اُسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں **13** ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ (دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی''

(الفضل 18رفروری 1958ء)

ماہنامہ انصاراللہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ایڈیٹر
محمود احمد اشرف

● فروری 2016ء۔ربیع الثانی،جمادی الاوّل 1437ھ۔تبلیغ 1395ہش ●جلد 48/شمارہ 2

فہرست

●اپنی نمازوں کی حفاظت کرو! (اداریہ)	4	●تربیت اولاد میں MTA کا کردار	22
●تحقیر وتمسخر کی ممانعت (القرآن)	5	●مرے وطن کے ہر کوچے میں......(نظم)	24
●ایک بات کی اہمیت (الحدیث)	5	●ایک فدائی درویش کی یاد میں	25
●محمد عربی بادشاہ ہر دوسرا (کلام الامام)	6	●دین کو دنیا پر مقدم	27
●كبير المعاصي عند عفوك تافه(عربی کلام)	7	●رپورٹ الوداعی تقریب	28
●بر آں سرم کہ سروجاں فدائے تو بکنم (فارسی منظوم کلام)	8	●سپاس نامہ	29
●نصرت الٰہی (اردو منظوم کلام)	9	●ایڈیٹر کی ڈاک	34
●قرآن کریم جواہرات کی تھیلی	10	●شذرات	35
●حضرت مصلح موعود کی یاد میں	16	●اخبار مجالس	39

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631
مینیجر 0336-7700250
ویب: ansarullahpk.org
ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.or
ایڈیٹر: maa549@hotmail.com

مینیجر وپبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ: فرحان احمد ذکاء
اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ
مطبع: ضیاءالاسلام پریس، چناب نگر
سالانہ چندہ: 300 روپے
فی پرچہ: 25 روپے

اداریہ

اپنی نمازوں کی حفاظت کرو!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِاثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔ ورنہ صرف یہ عقیدہ رکھنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے، یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، یا تمام انبیاءؑ معصوم ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی، تو اس سے ہماری کامیابیاں نہیں ہیں۔ ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ شرک نہیں کروں گا۔ شرک تو کر لیا اگر اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ نمازوں کے لئے آؤ۔ اگر نمازوں کی حفاظت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی جگہ کوئی اور متبادل چیز تھی جس کو زیادہ اہمیت دی گئی تو یہ بھی شرکِ خفی ہے۔

پھر جن نیک اعمال کی طرف ہمیں خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اس میں دوسروں کے حقوق بھی ہیں۔ دنیاوی لالچوں میں آکر حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت انتہائی شرمندگی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب میرے پاس غیر از جماعت لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ آپ کے فلاں احمدی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ تو یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تبلیغ میں بھی روک بنتی ہیں، بلکہ بعض نئے احمدیوں کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے لکھا کہ وہ جماعت چھوڑ رہے ہیں، جب وجہ پتہ کی تو پتہ چلا کہ بعض احمدیوں کے عمل سے دل برداشتہ ہو کر وہ یہ کہہ رہے تھے لیکن عقیدے کے لحاظ سے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ پس جہاں یہ اُن کی غلطی ہے کہ بعض احمدیوں کو دیکھ کر نظامِ جماعت سے دور ہٹ جائیں اور تعلق توڑ لیں، وہاں اُن احمدیوں کو بھی سوچنا چاہئے جن میں سے بعض عہدیدار بھی ہیں کہ کسی کی ٹھوکر کا باعث بن کر وہ کتنے بڑے گناہ سہیڑ رہے ہیں“

القرآن

تحقیر و تمسخر کی ممانعت

اے لوگو جو ایمان لائے ہو (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔ (سورۃ الحجرات:12)

الحدیث

ایک بات کی اہمیت

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ۔

(صحيح البخاری كتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے ابونضر سے سنا۔ انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو صالح نے، ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا:

”بندہ اللہ کی رضامندی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے۔ اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے“

کلام الامام

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دوسرا

دُنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم.

......ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم اُن نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گذشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جواُن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام ونشان نہیں بلکہ ان گذشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آگئے۔ اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا   کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں   کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

عربی منظوم کلام

كَبِيْرُ الْمَعَاصِيْ عِنْدَ عَفْوِكَ تَافِهٌ

بِكَ الْحَوْلُ يَا قَيُّومُ يَا مَنْبَعَ الْهُدَىٰ ⌘ فَوَفِّقْ لِيَ اَنْ اُثْنِيَ عَلَيْكَ وَاَحْمَدَا

اے قیوم! اے سرچشمہ ہدایت! تجھ ہی سے طاقت ملتی ہے۔پس مجھے توفیق دے کہ میں تیری ثنا کروں اور حمد کروں

كَبِيْرُ الْمَعَاصِيْ عِنْدَ عَفْوِكَ تَافِهٌ ⌘ فَمَا لَكَ فِيْ عَبْدٍ اَلَمَّ تَرَدُّدَا

تیرے عفو کے سامنے بڑے سے بڑا گناہ بھی ایک معمولی بات ہے۔پس تیرا کیا سلوک ہوگا اس بندے سے جس نے حالت تردد میں چھوٹا گناہ کیا

وَنَحْنُ عِبَادُكَ يَا اِلٰهِيْ وَمَلْجَئِيْ ⌘ نَخِرُّ اَمَامَكَ خَشْيَةً وَّتَعَبُّدَا

اے میرے معبود اور اے میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ہم تیرے آگے خشیت اور عبودیت سے سجدے میں گرتے ہیں

وَكَمْ مِنْ حَقِيْرٍ فِيْ عُيُوْنٍ جَعَلْتَهُمْ ⌘ بِاَعْيُنِ خَلْقٍ لُؤْلُؤًا وَزَبَرْجَدَا

اور بہت سے نگاہوں میں حقیر نظر آنے والوں کو تو نے مخلوق کی آنکھوں میں موتی اور زبرجد بنا دیا

وَتَعْمُرُ اَطْلَالًا بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ ⌘ وَتَهْدُ مِنْ قَهْرٍ مُنِيْفًا مُمَرَّدَا

تو اپنے فضل اور رحمت سے کھنڈروں کو آباد کر دیتا ہے اور اپنے قہر سے بلند اور صیقل شدہ عمارتوں کو ڈھا دیتا ہے

فَلَا تَأْمَنَنْ مِنْ سُخْطِهٖ عِنْدَ رُحْمِهٖ ⌘ وَلَا تَيْئَسَنْ مِنْ رُحْمِهٖ اِنْ تَشَدَّدَا

اس کی رحمت کے وقت اس کے غضب سے بے خوف نہ ہو اور نہ کبھی اس کے رحم سے ناامید ہونا اگر وہ سختی کرے

وَمَنْ جَاءَهٗ طَوْعًا وَّصِدْقًا فَقَدْ نَجَا ⌘ وَاُدْخِلَ وِرْدًا بَعْدَ مَا كَانَ مُلْبَدَا

اور جو خدا کے حضور رغبت اور صدق سے آیا اس نے نجات پائی اور وہ گھاٹ میں داخل کر دیا گیا۔بعد اسکے وہ (گناہوں سے) لت پت تھا

فارسی منظوم کلام

برآں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم

محبت تو، دوائے ہزار بیماری است   بروئے تو کہ، رہائی دریں گرفتاری است

تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے منہ کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اصل آزادی ہے۔

پناہ روئے تو جستن ،نہ طور مستان است   کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری است

تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ تیری پناہ میں آنا ہی تو کمال درجہ کی عقل مندی ہے۔

متاع مہر رخ تو ، نہاں نخواہم داشت   کہ خفیہ داشتن عشق تو ، زغداری است

میں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غداری ہے۔

برآں سرم کہ سرو جاں فدائے تو بکنم   کہ جاں بیار سپردن ،حقیقت یاری است

میں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کر دوں کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کر دینا ہی اصل دوستی ہے۔

اردو منظوم کلام

نصرت الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دِکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رَہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اِک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خَلق کی کچھ پیش جاتی ہے

مکرم رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب۔منڈی بہاؤالدین

قرآن کریم جواہرات کی تھیلی

قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں رکھی گئی۔اور یہ چیز اس کی عظمتِ شان اور فضیلت ثابت کرتی ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ہم نے کتاب میں کوئی چیز بھی نظر انداز نہیں کی۔ (6۔الانعام:39) پھر قرآن کریم کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کے مطالب ومعانی زمانہ کی ضرورت کے مطابق نازل ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔اور کوئی چیز نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور ہم اسے نازل نہیں کرتے مگر ایک معلوم اندازے کے مطابق۔(15۔الحجر:22) قرآن جواہرات کی تھیلی ہے۔اس سے قیمتی موتی، ہیرے اور جواہرات کی تلاش کے لئے اس کا پڑھنا، غور و تدبّر کرنا از بس ضروری ہے اور اس کی عظمتِ شان پر دلالت کرتا ہے۔سیّدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت کی خاص تاکید فرماتے ہیں۔چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قرآن کریم کو ہمیشہ پڑھتے رہو۔قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن اس سے بھی جلد نکل جاتا ہے جتنا جلد اونٹ رسی تڑا کر بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاھدہ)

قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں اور تلاوت نہ کرنے والوں کی مثال بیان کرتے ہوئے جو میرے آقا و مولیٰ سیّدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اس کی مثال نارنگی کی سی ہے۔جس کا مزا بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا مگر اس پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے۔کہ اس کا مزا تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ گلِ ریحان کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا مزا کڑوا ہوتا ہے۔اور اس منافق کی مثال جو قرآن کریم نہیں پڑھتا حنظل (اندرائن) کی طرح ہے جس میں مہک اور خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزا بھی تلخ اور کڑوا ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن)

ان عظمتوں کی حامل کتاب کو یاد نہ کرنے والوں کے بارہ میں سیّدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انذار کرتے ہوئے قرآن کریم کی عظیم برکتوں سے محرومی کا ذکر فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(ترمذی ابواب فضائل القرآن)

پھر قرآن کریم کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن کریم اپنی برکتوں سے وحشی انسانوں کو نافع الناس اور بہترین انسان بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن)

قرآن کریم کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ علوم و معارف کا خزانہ ہے اور اس کے مختلف بطون ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ قرآن سات بطون پر اُتارا گیا ہے۔ پس تم اس میں سے جیسے میسر ہو پڑھو۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف)

حضرت مصلح موعود اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

”قرآن کریم قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے کس طرح کافی ہو سکتا ہے؟ جبکہ ہر زمانہ اپنے ساتھ نئی ضروریات لاتا اور نئے تغیرات پیدا کرتا ہے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کے ازالہ کے لئے فرمادیا کہ قرآن کریم کے سات بطن ہیں۔ عام طور پر لوگوں نے اس حدیث کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف زمانوں کے تغیرات کے مطابق قرآن کریم کی آیات کے معنے کھلتے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کو قرآن کریم کی کئی آیات کے وہ معنے نظر نہ آئے جو بعد میں تغیر آنے والے زمانہ کے لوگوں کو نظر آئے ...... قرآن کریم کے سات بطن سے مراد سات عظیم الشان ذہنی اور عقلی اور علمی تغیرات ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر ایسے تغیر میں قرآن کریم قائم رہے گا۔ اور کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہمارے زمانہ کی ضروریات کو قرآن کریم پورا نہیں کرتا ...... قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جوں جوں دنیا میں تغیر آتے جائیں گے اور لوگ قرآن کریم پڑھیں گے اس زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والا مفہوم اس میں سے نکلتا آئے گا۔ اور لوگ تسلیم کریں گے کہ ہاں قرآن کریم ہی اس زمانہ کے لئے بھی کافی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس زمانہ کے لئے بھی رسول ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ قرآن کے سات بطن ہیں اس سے ضروری نہیں کہ یہی مراد ہو کہ سات ہی بطن ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ دس۔ بیس۔ پچاس۔ سو۔ ہزار۔ دو ہزار بطن ہوں۔

کیونکہ عربی زبان میں سات کا عدد کثرت پر دلالت کرتا ہے...... درحقیقت قرآن کریم میں یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے کہ جب وہ کوئی مضمون لیتا ہے تو اس کے تمام متعلقہ مضامین کو اس کے نیچے تہ بہ تہ جمع کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح زمین کے طبقات ہوتے ہیں...... قرآن کریم ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں ہے۔ اور زمین کی طرح اس کی ایک تہہ کے نیچے ایک مضمون ہے۔ دوسری تہہ کے نیچے دوسرا مضمون ہے۔ تیسری تہہ کے نیچے تیسرا مضمون ہے۔ اور اس طرح تھوڑے سے الفاظ میں ہزاروں مضامین بیان کر دیئے گئے ہیں...... اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے کہا ہے کہ...... یعنی اس کے اندر تمام ایسی تعلیمیں پائی جاتی ہیں جو قیامت تک کام آنے والی ہیں۔ اور کوئی ایسی تعلیم جو دائمی ہو اس سے باہر نہیں رہی۔ اِسی شان اور عظمت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا ایک نام مجید بھی رکھا...... جس طرح خدا مجید ہے اسی طرح یہ قرآن بھی مجید ہے (البروج) اور بڑی شان اور عظمت کا کلام ہے۔ دنیا پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آ سکتا جس میں قرآن مجید لوگوں کی راہنمائی کرنے سے قاصر ہو۔ وہ ہر زمانہ میں ایک نئی شان سے جلوہ گر ہوتا اور مخالفین (دین) کی آنکھوں کو اپنی چمک سے خیرہ کر دیتا ہے۔ وہ تورات اور ژندواوستا اور وید کی طرح ایک مردہ کتاب نہیں جو ہر زمانہ کی مشکلات کا حل پیش کرنے سے قاصر ہو۔ بلکہ وہ ایک زندہ کتاب ہے جس سے ہر زمانہ میں زندگی کا تازہ سامان لوگوں کو میسر آ سکتا ہے اور وہ معارف اور حقائق کا ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آ سکتا...... حضرت مسیح موعود نے آ کر لوگوں کو بتایا کہ کلام الٰہی کے خزانے ختم نہیں ہو گئے۔ بلکہ جس طرح قانونِ قدرت کے خزانے ختم نہیں ہوتے اِسی طرح کلامِ الٰہی کے خزانے بھی ختم نہیں ہوتے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے۔ جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں''

پھر فرمایا:

''خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے جدید علوم پیدا ہوں گے۔ اور خود (۔) میں کیسے کیسے خیالات کے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ ان سب باتوں کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے۔ اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے۔ اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو۔ اور وہ قرآن شریف میں پہلے ہی سے موجود نہ ہو''

پھر فرمایا: ''سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی

ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصولِ (دین) کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی“

پھر فرمایا: خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔

پھر فرمایا: یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ (المائدہ۔4) یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں (۔) کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہوا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:

قرآن کریم میں تین خوبیاں ہیں۔ پہلی کتابوں کی غلطیوں کو الگ کر کے ان کے مفید حصّہ کو عمدہ طور پر پیش کیا ہے۔ اور جو ضروریات موجودہ زمانہ کی تھیں ان کو اعلیٰ رنگ میں پیش کیا۔ اس کے سوا جتنے مضامین ہیں۔ اللہ کی ہستی، قیامت، ملائکہ، کتب، جزا سزا، اخلاق میں جو پیچیدہ مسئلے ہیں ان کو بیان کیا۔

پھر فرمایا: قرآن کریم سے بڑھ کر دنیا کے لئے کوئی نور، شفاء، رحمت، فضل اور ہدایت نہیں ہے اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔

پھر فرمایا: قرآن مجید ایک ایسی زندہ کتاب ہے کہ اس کے برکات اور فیوض قیامت تک باقی رہیں گے۔ اس لئے اس کی نسبت فرمایا گیا ہے ...... (الحجر: 10) اور اس کی مثال اس طرح پر فرمائی گئی ہے ...... (ابراھیم: 25-26) پس سراسر جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دروازہ مکالماتِ الٰہیہ و الہاماتِ ربانیہ کا امت پر بند کیا گیا ہے۔ خواہ آیات قرآن مجید کی الہام ہوں یا دوسری عبادات ہوں۔ ہرگز یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔

قرآن کریم کی عظمت اور فضائل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ہزاروں لاکھوں کتابیں دنیا میں تصنیف کی گئی ہیں۔ ہندوستان اور بیسیوں ملکوں میں کتب موجود ہیں۔ ہندوستان

ایک غریب ملک ہے اور پنجاب ایک غریب صوبہ ہے۔ مگر صرف اسی کے کتب خانوں میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں۔ اسی طرح دنیا میں ہزاروں لائبریریاں ہیں۔ اور ان میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں اور اس سے پہلے کروڑوں کتابیں لکھی گئیں اور تباہ ہوگئیں۔ بعض کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی سو سو جلدیں ہیں۔ مگر ان سب کتابوں کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چھوٹی سی کتاب ملی جسے لوگ حفظ بھی کر لیتے ہیں۔ مگر اس کے نور اور اس کے عرفان کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر وسیع معانی و مفہوم رکھتا ہے۔ اس کی ایک آیت کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی کتاب ہیچ ہے۔ زبان اتنی شیریں ہے کہ بڑے سے بڑا ماہر اس کو سن کر دنگ رہ جاتا ہے۔ عرب میں سات بڑے شاعر ہوئے جن کے قصیدے سونے کے حروف سے لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازوں پر لٹکائے گئے۔ ان میں سے ایک شاعر لبید مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ انہیں بلایا اور کہا کوئی اچھا سا شعر سنائیں؟ انہوں نے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ پڑھ کر سنانا شروع کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اچھے شاعر ہیں! انہوں نے کہا اے خلیفۃ الرسول کیا قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شعر کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اس کے مقابلہ میں تو دنیا کی ساری شاعری ختم ہوگئی۔

قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: جو دین (مومنوں) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے اور جو شریعت کامل ہے وہ قرآن کریم میں ہے پس ...... میں یہ فرمایا کہ اگر تم اپنے ربّ کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس سے تعلق محبت قائم کرنا چاہتے ہو۔ تو تمہارے لئے صرف یہی راہ ہے کہ قرآن کریم کی پوری اتباع کرو اور اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ ہماری تمام روحانی، اخلاقی، دینی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سب سامان قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور اگر ہم ان روحانی اسباب سے فائدہ اٹھائیں اور ان پر عمل کریں تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرسکتے ہیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی عظمتِ شان اور فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم حیرت انگیز عقل و دانش کی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو انسانی فطرت کی غلطیوں کی اصلاح کے ساتھ اس کے اخذ کئے ہوئے نتیجوں کی درستی کرتی ہے۔ اور پھر اس کی صحیح راہنمائی بھی فرماتی ہے ...... روحانی دنیا کی یہ سائنٹیفک کتاب حیرت انگیز طور پر ایسی ایسی اصطلاحیں استعمال فرماتی ہے۔ اور ایسے ایسے مضامین پر روشنی ڈالتی ہے کہ انسانی عقل وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ قرآنی نقطہ نگاہ کا علم ہو جانے کے بعد جب آپ تدبر اور غور کریں تو آپ قرآنی بیانات کو حیرت انگیز طور پر سچا پائیں گے۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن کریم کی عظمت اور فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم ہی وہ کامل کتاب ہے جو اپنے اندر پرانی تاریخ بھی لئے ہوئے ہے۔ نئے احکامات بھی لئے ہوئے ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے جو نئی ایجادات ہیں ان کی پیش خبری بھی پہلے سے قرآن کریم نے دے دی ہے۔ اور جوں جوں کوئی نئی دریافت ہوتی جاتی ہے اس کی تائید قرآن کریم سے ملتی جاتی ہے۔ بلکہ (مومن) سائنسدان اگر غور کریں اور غور کر کے اپنی ریسرچ (Research) قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے حوالے سے کریں یا اس علم کے حوالے سے کریں۔ جو قرآن کریم میں ایک خزانے کی صورت میں موجود ہے۔ تو نئی ریسرچ کی بہت سی راہنمائی قرآن کریم سے ملے گی۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بھی قرآن کریم کے علم کی روشنی میں اپنی ریسرچ کی تھی۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ ان کے غور کے مطابق قرآن کریم میں سات سو کے قریب ایسی آیات ہیں۔ جو سائنس سے متعلق ہیں یا ایسی آیات ملتی ہیں جن سے سائنس کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے۔ تو یہ ان کا غور ہے جو انہوں نے کیا۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی اَور احمدی سائنسدان اس وسیع سمندر میں غوطہ لگائے تو قرآن کریم میں سے اس سے بھی زیادہ علم کے موتی تلاش کر کے لے آئے۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

قرآن کریم کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ قرآن کریم پڑھنے والے، اس پر عمل کرنے والے اور قرآن کریم کو عظمت دینے والے کو یہ عظمت عطا کرتا ہے۔ ایک واقعہ صحیح مسلم میں کچھ اس طرح ملتا ہے۔ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت نافع بن عبدالحارث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو مکہ پر عامل بنایا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے وادی والوں پر کسے مقرر کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابزیٰ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ابن ابزیٰ؟ انہوں نے کہا ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے ایک آزاد کردہ غلام کو ان پر حاکم مقرر کردیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ اللہ عزّ وجلّ کی کتاب کو پڑھنے والا اور فرائض کا عالم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ اللہ یقیناً اس کتاب کے ذریعہ بعض قوموں کو بلند کرے گا (یعنی انہیں عزت و رفعت اور عظمت عطا کرے گا) اور دوسروں کو اس کے ذریعہ نیچا کردے گا۔ (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے گہرے سمندر سے قیمتی موتی اور ہیرے جواہرات تلاش کر کے مالا مال ہو جائیں اور پھر یہ مال دنیا کو احسن رنگ میں تقسیم کرنے والے بنیں تا دنیا کی نجات کے سامان ہوسکیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

حضرت مصلح موعود......کی یاد میں

یہ مختصر سا مضمون میرے ان مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے جو خوش قسمتی سے مجھے حضرت مصلح موعود کا اپنے بچپن سے پختہ عمر تک بہت قریب سے دیکھنے سے نصیب ہوئے۔

میری سب سے پہلی یاد مجھے اس زمانہ میں لے جاتی ہے جب میں حضور کو حضرت اماں جان کے صحن سے نماز پڑھانے ...... جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز سے واپسی پر آپ اپنا کچھ وقت خاص طور پر مغرب کی نماز کے بعد حضرت اماں جان کی صحبت میں گزارتے اور ان عزیزوں سے بھی گفتگو فرماتے جو وہاں موجود ہوتے۔ کئی مرتبہ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں آپ پہلے بیت الدعاء میں سنتیں ادا فرماتے۔ ان موقعوں پر آپ صحن یا اگر موسم زیادہ خنک ہوتو حضرت اماں جان کے کمرے میں ٹہلتے رہتے اور بعض مرتبہ حضرت ابا جان یا پھر حضرت میر محمد اسماعیل صاحب جو اپنی ہمشیرہ حضرت اماں جان سے ملنے تشریف لائے ہوتے، کے ساتھ جماعتی امور پر تبادلہ خیال فرماتے۔ آپ بچوں سے بھی گفتگو فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید حکمت و دانش کا سمندر ہے۔ تم بچوں کو اس کے مطالعہ اور اس پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاتم اس سے حکمت کے موتی نکال سکو۔ اگر تم ابھی بالغ نظری کی عمر تک نہیں بھی پہنچے تو کم از کم سیپیاں ہی نکالنے کی اہلیت پیدا کرلو۔

آپ کی قرآن مجید سے محبت: آپ کی قرآن مجید سے محبت اور لگاؤ بہت گہرا اور دائمی تھا۔ ہفتہ کے روز آپ مستورات میں درس دیتے۔ وہ نظارہ ابھی بھی میری نظروں کے سامنے گھومتا ہے کہ آپ حضرت اماں جان کے گھر کے برآمدہ میں کھڑے ہیں اور مستورات سامنے صحن، برآمدہ اور ملحقہ کمروں میں بیٹھی ہیں۔ ان دنوں میں بہت تھوڑی تعداد ہوتی تھی۔ نیز آپ مردوں میں بھی درس قرآن دیتے جس میں بچے بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ...... اقصیٰ میں درس دیا جس میں نہ صرف قادیان بلکہ باہر سے بھی دوستوں نے شرکت کی۔ یہ درس کئی ہفتے جاری رہا اور روزانہ کئی کئی گھنٹوں پر پھیلا ہوتا۔ گزشتہ رمضان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ...... نے حضرت مصلح موعود کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ خلیفہ وقت کے درس قرآن ایک ہی وقت میں تمام دنیا میں نشر ہوا کریں گے۔ حضور کی یہ خواہش آج دنیا پوری ہوتی دیکھ رہی ہے۔

میری جب حضرت مصلح موعود کی بیٹی سے شادی ہوئی تو ہم نے گرمیوں کی چھٹیاں آپ کے ساتھ دھرمسالہ میں گزاریں۔ حضور نے خود تجویز فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے مطالب کے بارہ میں مجمع میں درس دیا کریں گے۔ میں اس پرائیویٹ درس کے نوٹ لیا کرتا تھا۔ آپ کی ...... جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں، آپ کی قرآن مجید سے بے پناہ محبت کا مینار ہیں جن میں قرآن کے بے مثل معارف اور ابدی پیغام کو انتہائی خوبصورت اور اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا بیشتر حصہ

اس زمانہ میں لکھا گیا جب آپ کی صحت بہت کمزور تھی۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح یاد ہیں جب حضور جابہ کے مقام پر میدانوں کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے تشریف لے جاتے اور یہاں گھنٹوں تفسیر کی تیاری میں صرف فرماتے۔

دعا کی قوت پر کامل یقین: آپ کے کردار کا ایک اور نمایاں پہلو دعا پر کامل یقین اور اعتماد تھا۔ جب بھی جماعت پر کوئی ابتلاء آتا تو آپ بیت الدعا میں گھنٹوں دعا میں صرف فرماتے۔ میں نے ہجرت کے موقع پر کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ جب بیت الدعا سے باہر تشریف لاتے تو آپ کی آنکھیں سرخ اور متورم ہوتیں۔ میں ان دنوں پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے بطور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر امرتسر میں اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک سکھ دوست اسی عہدہ پر متعین تھا جبکہ ڈپٹی کمشنر کا عہدہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے ہدایت تھی کہ امرتسر کے متعلق جو بھی فیصلہ ہو کہ آیا اس کا الحاق ہندوستان یا پاکستان میں ہوگا اسی کے مطابق وہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو چارج دے دے گا۔ ایک روز ڈپٹی کمشنر نے لاہور سے واپسی پر مجھ سے سرسری طور پر ذکر کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ گورداسپور کا ضلع انڈیا کو دے دیا جائے۔ اس پر میں نے سخت حیرانگی کا اظہار کیا کہ جن خطوط پر پارٹیشن کا فیصلہ طے کیا گیا ہے، اس لحاظ سے تو مسلم اکثریت والا علاقہ جو دوسرے مسلم اکثریت والے علاقہ سے ملحق بھی ہو وہ پاکستان میں شمار ہوگا۔ اس اصول کے تحت تو ہر لحاظ سے اسے پاکستان کے حصہ میں جانا چاہئے۔ میری اس دلیل سے پریشان ہو کر اس نے کہا کہ لاہور آج کل افواہوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور آدمی اُن افواہوں پر یقین تو نہیں کر سکتا نیز اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں قادیان چلا جاؤں کیونکہ سی آئی۔ ڈی کی رپورٹ کے مطابق میری رہائش گاہ پر بم پھینکنے کا پروگرام ہے۔ اس نے کہا کہ امرتسر کے پاکستان سے الحاق کی صورت میں وہ مجھے قادیان سے بلا لے گا۔ اس پر میں قادیان روانہ ہو گیا اور حضور کی خدمت میں قصر خلافت جا کر اس کی اطلاع دی۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تھوڑا عرصہ قبل آپ کو الہام ہوا ہے ''این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا''

ایک اور واقعہ جس کا آج تک میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور مجھے اس طرح لگتا ہے جس طرح کل کا واقعہ ہو کہ میں رات کو اپنے قادیان والے گھر کے باہر والے مردانہ حصہ کے صحن میں سویا ہوا تھا، گرمیوں کا موسم تھا کہ میری آنکھ دردناک دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب میں نیند سے پوری طرح بیدار ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ تہجد کی نماز جو آپ حضرت اُم ناصر والے مکان کے اوپر والے صحن میں ادا فرما رہے تھے جس کی دیوار ہمارے گھر سے ملحقہ تھی کی دردناک دعاؤں کی آواز تھی۔ میں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ بار بار ''اھدنا الصراط المستقیم'' کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہو اور مجھے یوں لگا کہ آپ نے اس دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا جیسے کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس رات کی یاد مجھے جب تک زندہ ہوں کبھی نہ بھولے گی۔

آپ کی جماعت سے گہری محبت: آپ کو جماعت سے بے پایاں محبت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی قادیان سے کوئی قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوتا تو آپ حمائل شریف لئے برآمدہ میں اس وقت تک ٹہلتے ہوئے تلاوت فرماتے

رہتے جب تک اس قافلہ کی حفاظت سے سرحد پار کرنے کی اطلاع نہ آجاتی۔ ان مواقع پر آپ مسلسل دعا کرتے رہتے۔ یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ جب بھی جماعت کسی ابتلا کے دور سے گزر رہی ہوتی تو آپ بستر پر سونا ترک کر کے فرش پر سوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزمائش کے بادل چھٹنے کا اشارہ ملتا کہ چلو جاکر بستر پر آرام کرو۔ ایک اور بات جس نے مجھ پر انمٹ نقوش چھوڑے یہ کہ میری شادی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جب میں ملتان میں بطور اسسٹنٹ کمشنر متعین تھا اور اپنی بیوی کے ماموں کرنل سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب کے ہاں عارضی طور پر مقیم تھا جو وہاں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل تھے تو حضور نے سندھ جاتے ہوئے وہاں ایک روز قیام فرمایا۔ آپ مجھے ڈرائینگ روم میں لے گئے اور ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو تم آئی سی ایس ہو اور تمہیں اعلیٰ طبقہ سے ملاقات کے بہت مواقع ملیں گے لیکن یہ بات تمہیں ہرگز غرباء اور کمزور لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرنے سے کبھی باز نہ رکھے۔ آپ نے فرنیچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا فرنیچر جو غریبوں سے ملاقات میں روک بنے، رکھنے کے قابل نہیں۔ جس طرح ہر غریب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے بلا امتیاز کھلے رہتے تھے یہی وہ سنت ہے جسے اپنانا چاہیئے۔ آپ کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور آپ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ میری حالت کا اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے آپ کو کبھی اتنی جذباتی حالت میں نہیں دیکھا۔

دوسری چیز جس نے مجھ پر بہت گہرا تاثر چھوڑا وہ ......اور جماعت کی خدمت کا جذبہ تھا۔ میں آج بھی آپ کو فرش پر بیٹھے چاکلیٹ رنگ کا دھسہ اوڑھے کوئی درجن بھر موم بتیوں جو ایک بکس پر جلا کر رکھی ہوئی تھیں، کے جلو میں پڑھتے یا لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ آپ کا گلا بہت حساس تھا اور مٹی کے تیل کے دھوئیں سے فوراً متاثر ہو جاتا تھا اور ان دنوں قادیان میں ابھی بجلی نہیں آئی تھی اس لئے موم بتیوں کا ہی استعمال فرماتے تھے۔

قادیان میں بجلی غالباً 1930ء کے اوائل میں آئی تھی اس سے پہلے کے عرصہ میں کام کا بوجھ زیادہ شدید نوعیت کا ہوتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ جب جماعت کسی سخت دور سے گزر رہی ہوتی۔ آپ کو ساری ساری رات بغیر ایک منٹ آرام کئے دیکھا ہے اور آپ کام کرتے کرتے اُٹھ کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کبھی کبھی لکھے ہوئے مسودات یا تحریریں حضرت ابا جان کو ترجمہ کی غرض سے اور بعض دفعہ ان کے بارہ میں رائے دریافت کرنے کے لئے بھجواتے اور ہم لڑکے انہیں ادھر سے ادھر لے جانے کی ڈیوٹی ادا کرتے۔

حضرت اماں جان کی تعظیم: آپ کو حضرت اماں جان سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ اپنے سفروں پر اکثر انہیں ساتھ لے جاتے۔ حضرت اماں جان آپ کو محبت سے ''میاں'' کہہ کر مخاطب ہوتیں۔ جب کبھی بھی حضور سفر کے دوران لیٹ ہوتے تو حضرت اماں جان بڑی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار فرماتیں۔ میری بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایسی ہی حالت میں بڑی بے تابی سے حضرت اماں جان حضور کا کسی سفر سے واپسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب آپ تشریف لے آئے تو اماں جان نے فرمایا ''میں نے تجھے منع نہیں کیا ہوا تھا کہ مغرب کے بعد دیر نہیں کرنی'' حضرت صاحب نے فرمایا ''جی اماں جان'' پھر پوچھا

''پھر کرے گا؟'' حضور نے فرمایا ''نہیں اماں جان'' حضرت اماں جان نے حضور کے جسم کو ایک نرم چھڑی سے تنبیہہ کے رنگ میں چھوتے ہوئے فرمایا ''آئندہ کبھی دیر سے مت آنا، تمہیں معلوم ہے کہ میری جان پر بنی رہتی ہے'' یہ ایک ماں کا فطری جذبہ تھا جس کا اظہار حضرت اماں جان نے فرمایا ورنہ وہ خود ہر دوسرے احمدی کی طرح حضور کی بڑی عزت فرماتیں۔

جب حضرت اماں جان کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے خاوند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں ان دنوں لاہور میں متعین تھا۔ حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دے دی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کے لئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویزا نہیں دیئے جاسکتے۔ حضرت مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کر دی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کے ساتھ جانے ضروری ہیں۔

ایک عظیم خطیب: حضور بہت بلند پایہ مقرر تھے۔ میں نے دنیا میں بہت سفر کیا ہے اور دنیا کے مشہور ترین لیڈروں کو سننے کا موقعہ ملا ہے مگر میں نے کسی کو بھی خطابت میں حضور کا پاسنگ بھی نہیں پایا۔ آپ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے خطاب سے پہاڑوں کو ہلا سکتے تھے۔ اس صداقت پر جماعت کے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ گواہ ہیں۔ آپ سامعین کو ساحرانہ رنگ میں قابو میں رکھتے۔ ہجرت کے فوراً بعد آپ نے مختلف شہروں میں پاکستان کے مختلف مسائل اور ان کے حل پر لیکچر دیئے۔ اسلامیہ کالج کے ایک پروفیسر نے جو میرے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے تھے بے ساختہ کہا کہ ''حضور کو تو پاکستان کا پرائم منسٹر ہونا چاہئے'' اس سے قبل ''...... میں اختلافات کا آغاز'' کے موضوع پر لیکچر کے موقع پر اسلامیہ کالج کے ہسٹری کے پروفیسر نے آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے ''فاضل باپ کا فاضل بیٹا'' اور کہا کہ میں اپنے آپ کو اسلامی تاریخ کا علم رکھنے والا تصور کرتا تھا لیکن آپ کا لیکچر سننے کے بعد احساس ہوا کہ میں تو بالکل طفل مکتب ہوں۔

جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی پڑھی ہے ان کے لئے یہ ریمارکس کسی تعجب کا موجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے اس عظیم الشان ہستی کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ تاریخ کے صفحات کی طرح ہے جسے کس شان اور عظمت کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

آپ کے التفات: میری ساری عمر حضور کے التفات اور مہربانی کے سایہ تلے گزری۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے یورپ کے سفر کے موقع پر حضور نے خط میں بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک جس نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا وہ تھی جس میں آپ نے قرآن مجید کی آیت ''ان العزة للہ جمیعا'' کہ ''تمام عزتوں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے'' کا ذکر فرمایا۔

انگلستان سے واپسی پر میں نے گورنمنٹ سروس اختیار کر لی اور میری شادی حضور کی صاحبزادی سے قرار پائی۔ حضور نے میری بیوی کو نصیحت فرمائی کہ مظفر تو گورنمنٹ کا ملازم ہے مگر تم نہیں ہو۔ غریب اور مساکین سے ملو مگر کبھی کسی کی

دنیاوی حیثیت کی وجہ سے انہیں ملنے مت جانا۔جلد ہی انہیں اس امتحان سے گزرنا پڑا جب فنانشل کمشنر صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ سرگودھا دورہ پر تشریف لائے۔تمام افسران کی بیگمات نے فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم کی ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ پر حاضری دی اور باوجود ان کے اصرار کے میری بیوی نے جانے سے انکار کر دیا۔بعد میں فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم صاحبہ نے ڈپٹی کمشنر کی بیگم تک کو چھوڑتے ہوئے خاص طور پر میری بیگم کو علیحدہ چائے کی دعوت پر بلایا اور خاص طور پر پردہ کا اہتمام کیا گیا۔سرگودھا کے افسران کے حلقہ میں اس پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا گیا اور بار بار یہ سوال کیا گیا کہ آیا میری بیوی کی فنانشل کمشنر کی بیگم سے پہلے سے کوئی شناسائی ہے۔جس پر میری بیوی نے انہیں بتایا کہ نہیں کوئی ایسی بات نہیں بلکہ وہ تو پہلی مرتبہ انہیں ملی ہیں۔باوجود انتہائی مصروفیت کے حضور کچھ وقت بچوں اور عزیزوں کے لئے ضرور نکالتے۔مجھے یاد ہے کہ حضور سردیوں کے ایام میں عشاء کی نماز کے بعد خاندان کے بچوں کو اکٹھا کر کے انہیں کہانیاں سناتے۔یہ کہانیاں کسی کتاب سے نہ ہوتیں بلکہ آپ انہیں تشکیل دے کر آگے بڑھاتے چلے جاتے۔ان کہانیوں میں نصائح پنہاں ہوتے۔جب یہ سلسلہ ختم ہوتا تو بعض چھوٹے بچوں کو جو کہانی سنتے سنتے سو جاتے انہیں نوکر اٹھا کر گھر گھر چھوڑ آتے۔

تفریح کے لمحات: حضور شکار کا شوق رکھتے اور گھر کے افراد اور دوستوں کے ساتھ کھانا پکانے کے مقابلہ میں شرکت فرماتے۔ایک موقع پر آپ نے جماعت کے دوستوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ نہر کے ایک پل سے دوسرے پل تک تیرنے کا مقابلہ میں شرکت فرمائی۔شرط یہ تھی کہ جس کا بھی پاؤں دانستہ یا نادانستہ زمین کو چھو جائے وہ ہاتھ کھڑا کر کے مقابلہ سے علیحدہ ہوتا جائے۔جب حد مقررہ کے دوسرے پل پر پہنچے تو آپ کے ساتھ چند دوست ہی باقی رہ گئے تھے۔ان مواقع پر حضور ایک لمبی نیکر پہنا کرتے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔

ایک عظیم منتظم: حضرت مصلح موعود بڑے زیرک دور اندیش اور انتہائی قابل منتظم تھے۔جماعت کی موجودہ ہیئت اور انتظامی ڈھانچہ آپ کی ہی جاری کردہ اصلاحات کا مرہون منت ہے۔شوریٰ کا نظام، تین ذیلی اداروں کا قیام، سندھ میں جماعت کے لئے ایک بڑی اراضی کا بندوبست جو حضور نے ایک خواب کی بنا پر خرید فرمائی تھیں۔تحریک جدید کا بیرون ملک (اشاعت دین حق) اور احرار کی یلغار کے سامنے بند ھ باندھنے کی غرض سے اجراء وہ چند سکیمیں ہیں جو آپ کی دور اندیشی اور زیرک قیادت کی آئینہ دار ہیں۔جماعت کے ممبران میں امدادی کام اور محنت کی عظمت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے وقار عمل کے ایام باقاعدہ طور پر منانے کا طریق رائج کیا جن میں جماعت کے تمام ممبران بلا استثناء عہدہ و امارت اپنے شہروں میں گڑھوں کو پر کرنا، سڑکوں کی مرمت، محلوں کی صفائی کے کاموں میں شرکت کرتے۔مجھے اچھی طرح حضور کو خود مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں اٹھا کر مقررہ جگہ پر ڈالتے ہوئے دیکھنا یاد ہے۔آپ کی ذاتی مثال تمام احباب کے لئے مہمیز کا کام دیتی اور مشعل راہ بنتی۔

ایک بہادر انسان: حضور بڑے بہادر اور آہنی عزم کے مالک تھے۔مجھے یاد ہے کہ جب آپ پر نماز کے دوران حملہ ہوا تو ڈی۔آئی۔جی پولیس نے اس سے پہلے کہ یہ خبر مشہور ہو جائے، مجھے اطلاع کر دی اور یہ بھی بتایا کہ گو آپ کی حالت خطرہ سے

باہر ہے مگر ربوہ سے تمام روابط منقطع کئے جا چکے ہیں اور پولیس کو ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے الرٹ کر دیا گیا ہے۔ میں نے فوری طور پر ڈاکٹر امیر الدین سے جو ماہر سرجن تھے رابطہ کیا مگر وہ یونیورسٹی کے امتحانات کی وجہ سے مصروف تھے اس لئے پھر دوسرے ماہر سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر کو لے کر میں رات گئے لاہور سے ربوہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے دریں اثناء ابتدائی مرہم پٹی کر دی ہوئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ حضور کا زخم والا حصہ پھولا ہوا ہے اور تشخیص کی کہ کوئی رگ کٹ گئی ہے جس کی وجہ سے خون جمع ہو رہا ہے اس لئے فوری آپریشن کا فیصلہ کیا گیا جس کے لئے بیہوش کرنا ضروری تھا مگر حضور نے انکار کیا کہ وہ بے ہوشی کی دوا نہیں لیں گے اور ہوش کی حالت میں ہی آپریشن کیا جائے۔ آپریشن کے دوران حضور نے کمال ہمت اور جرأت کا مظاہرہ فرمایا۔ اس زخم کی وجہ سے آپ کی صحت پر بہت برا اثر پڑا اور ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد جب آپ نے رحلت فرمائی تو ہم سب ربوہ میں موجود تھے۔ آپ کی یہ لمبی بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی دکھائی دیتی ہے کہ اس کی وجہ سے جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی ورنہ آپ سے جماعت کو جو بے پناہ عقیدت اور لگاؤ تھا شاید وہ اس صدمہ سے بے حال ہو جاتی۔

حضور تمام زندگی امت (۔) کی بہبود کے لئے سرگرم رہے اور یہ حقیقت اب تاریخ کا حصہ ہے۔ شدھی کی تحریک سے لے کے کشمیریوں کی آزادی کی تحریک تک اور ادھر پھر ہجرت سے پہلے ہندوؤں کے عزائم کی بے نقابی کرنا۔ جب ایک ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایک گستاخانہ مضمون لکھا تو آپ نے اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اٹھائی اور تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگئی۔ آپ کے کارہائے نمایاں میں سیرۃ النبیؐ اور یوم پیشوایان مذاہب کی شایان شان طریق پر منانے کا پروگرام شامل ہے کہ غیر مذاہب کے سامنے سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تا کہ لاعلمی کی بنا پر کوئی آدمی ایسی بات نہ کرے جس سے اشتعال پیدا ہو اور پھر تمام پیشوایان مذاہب کے احترام کو قائم کرنے کی غرض سے ان کی سیرت پر تقاریر ہوں تا کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مفاہمت اور بھائی چارہ بڑھے اور کشیدگی دور ہو۔

مختصر یہ کہ آپ ایک عظیم اور یکتا لیڈر تھے۔ یہ تمام خوبیاں ایک انسان میں شاذ ہی اکٹھی ہوتی ہیں۔ آپ کی ذات ان تمام خوبیوں اور حسن کا مونہہ بولتا ثبوت تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چالیس روزہ چلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی کی شوکت سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہی ایک متلاشی کو ہدایت اور روشنی کی طرف لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(**نوٹ:** یہ مضمون مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ امریکہ کی درخواست پر مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے انگریزی زبان میں تحریر فرمایا تھا جو مجلس انصاراللہ امریکہ کے رسالہ النحل کے بہار 1995ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے کیا)

مکرم عزیز احمد صاحب۔ماڈل کالونی کراچی

تربیت اولاد میں MTA کا کردار

قدرت نے انسان کو دوام اور بقا بخشنے کا طریق اولاد کی صورت میں دیا ہے۔انسانی نسل کا تسلسل بھی انسان کی ہمیشہ کی زندگی ہے۔اس لئے ہر آدم زاد کو اولاد کی تمنا ہوتی ہے۔ہوشمند اور سمجھدار والدین پوری تندہی سے کوشش کرتے ہیں کہ انکی اولاد کو وہ محرومیاں نہ ملیں جو انکو ملیں اور اولاد وہ غلطیاں نہ کرے جو ان سے سرزد ہوئیں۔اولاد ان کے وہ خواب پورے کرے جو انکی حسرت رہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اولاد ان کے نام کو نہ صرف زندہ رکھے بلکہ روشن کرے۔یہ سب خواب ہیں جو صرف اسی صورت پورے ہوسکتے ہیں کہ جب ہم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔تربیت اولاد سے محض یہ مراد نہیں کہ اولاد کو دنیوی جاہ ومنصب کے حصول کے لئے تیار کیا جائے بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں (دینی) اقدار اخلاق وآداب کا شروع سے سکھانا مراد ہے۔بچے کو (دینی) تعلیم سے آگاہ کرنا، آداب معیشت، معاشرت، آداب محفل، نماز روزہ کی پابندی، آداب گفتگو، قانون، تنظیم وتکریم، فرائض منصبی، محنت کشی، حسن معاملہ لوگوں کو نفع پہنچانا۔یہ سب باتیں تربیت اولاد میں شامل ہیں اور یہ باتیں خود بخود پیدا نہیں ہوجاتیں بلکہ پوری محنت، توجہ کوشش چاہتی ہیں۔ان تمام امور کی ذمہ داری والدین، دوست، رشتہ دار اور اساتذہ پر عائد ہوتی ہے۔

دین میں بچے کے پیدا ہوتے ہی تربیت کا آغاز ہوجاتا ہے۔نوزائیدہ کے کان میں اذان کے ذریعے توحید و رسالت کی آواز پہنچائی جاتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی طفولیت کے زمانہ سے بچے کی تربیت کی تاکید فرمائی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت مناسب اور موزوں ہے۔جب داڑھی نکل آئی تب ضرب یضرب کرنے بیٹھے تو کیا خاک یاد ہوگا"

آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اولاد کی تربیت کرنے کے لئے وہ روحانی مائدہ اور تربیت کا بہترین آلہ MTA ہمارے پاس ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ "میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر گھر میں میری ایک کھڑکی ہو اور ہر ایک سے ہر وقت رابطہ بھی ہو" درحقیقت MTA حضور کی اس خواہش کی ایک عملی تعبیر ہے۔

اس زمانے میں جبکہ دنیا لہو ولعب میں مبتلا ہے، ٹیلی ویژن چینلز کو دیکھا جائے تو سوائے فحاشی وعریانی کے کچھ سامنے نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری جماعت کو ایک ایسا چینل عطا فرمایا ہے کہ جو اس زمانے کی تمام غلاظتوں سے پاک ہے اور

ہماری نسلوں کو ان غلاظتوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہیں اور یہی مقصد امام مہدی کی بعثت کا ہے کہ جب دنیا لہو ولعب میں پڑ کر خدا سے دور ہو جائیگی اور گناہوں کی دلدل میں دھنس جائے گی اس سے ان کو نکالے اور بچائے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی MTA سے وابستہ کردیں۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت کا مقصد امت کی اصلاح اور دین حق کو دیگر تمام ادیان پر غالب کرنا ہے اس عظیم مقصد کے لئے ضروری تھا کہ رسل ورسائل اور پیغام رسانی کا فریضہ انجام دیا جا سکے چنانچہ جماعت احمدیہ کو اس روحانی اور آسمانی مائدہ جسکی نشریات 24 گھنٹے تک جاری ہیں۔ ہماری نسلوں کی بقا اور تربیت کے لئے میسر ہیں آج جہاں MTA سے جماعت کا پیغام تمام دنیا تک پہنچ رہا ہے وہاں افراد جماعت کی تربیت کے لئے پروگرامز بے انتہا مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’سب سے بڑی دولت اولاد کی دولت ہے۔ اگر ساری عمر کی کمائی آپ صرف ایک دن میں گنوا بیٹھیں تو کتنا دکھ محسوس کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں اولاد کی دولت سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی دولت نہیں۔ اگر اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو گویا ساری عمر کی کمائی ہاتھ سے گئی۔ پس اسکا فکر کریں اور اس ضمن میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ باقاعدگی کے ساتھ خطبات کو خود بھی سنیں اور اپنے بچوں کو بھی سنائیں تو چونکہ ان میں قرآن کریم کا ذکر چلتا ہے آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کا ذکر چلتا ہے اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے نصیحتیں پیش کی جاتی ہیں اس لئے تربیت کا ایک بہت اچھا ذریعہ ہیں اور آپ اور آپ کی نئی نسل کو قرآن اور دین اور محمد رسول اللہ ﷺ اور مسیح موعودؑ سے ان خطبات کے وسیلے سے خلافت سے گہرا تعلق پیدا ہو جائیگا اور جب خدا سے تعلق پیدا ہو جائے تو پھر دنیا والے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیسا ہی گندا معاشرہ ہو جسکا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو جائے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھائیں‘‘ (خطبہ جمعہ 31/مئی 1991ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’میں یاد دہانی کروا رہا ہوں اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہماری علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں‘‘ (خطبہ جمعہ 18/اکتوبر 2013ء)

پس حضرت خلیفۃ المسیح کے ان الفاظ کے بعد گنجائش ہی نہیں کہ کچھ کہا جا سکے پس ان تمام باتوں کو یاد رکھتے ہوئے ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کا خیال رکھنا ہے۔ ہمیں خود اور اپنی نسلوں کو MTA سے وابستہ کرنا ہوگا۔ سو اگر ہم اس طرف توجہ کرلیں تو خود کو بھی اپنی اولادوں کو بھی دوزخ سے بچانے والے بن سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہماری نسلوں کو شاکرین میں سے بنائے۔ آمین ثم آمین

مکرم حافظ عطاء کریم شاد صاحب

مرے وطن کے ہر کوچے میں آج اُترتے عذاب کیوں ہیں

مرے وطن کے ہر ایک کوچے میں آج اترتے عذاب کیوں ہیں
جو ظلم کل تک ذرا روا تھے وہ آج اتنے شتاب کیوں ہیں

لہو سے جنکے تھا رنگ باقی ، مہک تھی جنکی وفا سے باقی
وہی جو ضامن تھے رنگ و بو کے ، انہی گلوں پے عتاب کیوں ہیں

وہ جن کی پھونکوں سے جل رہے ہیں وطن کے خاشاک و خس تلک سب
مرے خدایا مرے وطن میں ، وہ اتنے عزت مآب کیوں ہیں

وطن میں تاریخ کی دکاں پہ دروغ صافی جو بک رہا ہے
نہ پوچھ خوش رنگ خار کیوں ہیں ، نظر میں چبھتے گلاب کیوں ہیں

لکھا تھا تو نے قصاص جس کا ، لکھا تھا تو نے عذاب جس کا
مرے وطن میں وہ خون ارزاں اور اس پہ بٹتے ثواب کیوں ہیں

خراج دھرتی کو دے رہا ہوں ، وطن میں پھر بھی میں بے وطن ہوں
وہ خار جن سے لہو تھے پاؤں ، انھیں کے نام انتساب کیوں ہیں

تھا پارسائی کا زعم جن کو ، مرے لہو سے جو باوضو تھے
کوئی تو پوچھے کہ آج ننگِ جہان و انساں جناب کیوں ہیں

نہ شاد تہذیب کا سبق ہے ، نہ درسِ انسانیت ہی اِن میں
نصاب و تدریس کے گماں میں یہ آگہی کے سراب کیوں ہیں

مکرم دانیال طاہر صاحب ۔ ربوہ

ایک فدائی درویش مکرم چوہدری فضل احمد صاحب

امسال جب جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی اطلاعات ملیں تو قادیان دارالامان کی مقدس بستی اور روح پرور ہستیوں کی یادوں نے میرے دل پر بار بار دستک دی اور میری توجہ کو بار بار اس طرف مبذول کرایا کہ

جب کبھی تم کو ملے موقعہ دعائے خاص کا یاد کرلینا ہمیں اہلِ وفائے قادیان

بس یہی غرض ہے کہ کچھ باتیں میں اپنے معزز بزرگ درویش قادیان کی یاد میں تحریر کروں۔ جلسہ سالانہ قادیان کے مقاصد جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیان فرمائے ان میں ایک غرض یہ بھی تھی کہ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اسکے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔

میرے دادا جان مکرم چوہدری فضل احمد درویش ابن حضرت میاں احمدالدین صاحب ابن حضرت محمد حیات صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو قادیان کے 313 درویشوں میں سے تھے مورخہ 11 جنوری 2015ء بروز اتوار بعمر نوے برس پیاروں کے پیارے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔

1942ء میں حضرت المصلح موعودؓ نے حکم دیا کہ جماعت میں سے مضبوط جسم کے مخلص نوجوانوں کا چناؤ کر کے فوج میں ایک معقول تعداد بھرتی کیلئے پیش کی جائے جو آئندہ پیش آنے والے ملکی اور جماعتی نامساعد حالات کا سامنا کرنے کیلئے ہر دم تیار ہوں۔ اس تحریک پر جہاں اور نوجوانوں نے لبیک کہا وہیں میرے دادا جان مکرم چوہدری فضل احمد صاحب چوکنا نوالی ضلع گجرات نے بھی اس غرض کے لیے خود کو پیش کر دیا۔

1942ء تا 1946ء آپ نے حب الوطنی اور دینی جذبہ سے بھرپور خدمات بجالائیں اس کا ثبوت برٹش حکومت کے اعزازت اور میڈل ہیں جن میں سروس میڈل اور وار میڈل قابلِ ذکر ہیں۔

آپ کی زندگی کا ایک نیا دور جو حقیقت میں اصل دور کہلاتا ہے اسکی ابتداء مرکز کی طرف سے جماعت چوکنا نوالی ضلع گجرات کو ہونے والی ہدایت تھی کہ خدام سیالکوٹ جا کر حضرت بابو قاسم الدین صاحب کے پاس حاضری دیں۔ اس حکم کی تعمیل میں آپ اور آپ کے ایک دوست مرزا محمد دین صاحب درویش پورن نگر سیالکوٹ نے کبوتروں والی بیت الذکر پہنچ کر حضرت بابو قاسم الدین صاحب سے ملاقات کی اور چند روز آپ کے حکم پر مختلف جماعتی مقامات پر ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ ان دنوں کو آپ ہمیشہ یاد کرتے تھے۔ کیونکہ یہ وہ مقامات تھے جنکو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے وجود اطہر سے برکت بخشی تھی۔

سیالکوٹ کے مقدس مقامات کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد دوبارہ چوکنا نوالی جماعت کے ریٹائرڈ فوجی نوجوانوں کے نام پہنچا کہ وہ قادیان کی حفاظت کیلئے حاضر ہو جائیں۔ جب یہ ہدایت چوکنا نوالی ضلع

گجرات پہنچی تو آپ جو ہر دم تیار تھے ۔اپنے والد صاحب کی اجازت اور دعاؤں سے بخوشی روانہ ہو گئے ۔قادیان دارالامان میں آپ کا زمانہ درویشی پانچ سال رہا(1947ء تا 1951ء)اس بابرکت دور میں آپ نے اس مقدس بستی کے درج ذیل مقامات پر ڈیوٹیاں دیں جو آپ کے لئے اور آپ کی نسلوں کیلئے ایک ہمیشہ ایک اعزاز رہے گا۔آپ نے بیت المبارک ، بیت اقصیٰ ، مینارۃ المسیح ، بیت الدعا ، دارالمسیح ، بہشتی مقبرہ اور حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کے مکان پر ڈیوٹی دی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے خوش الحان اور بلند آواز سے نوازا تھا جس کی بدولت آپ کو مینارۃ المسیح سے ایک لمبا عرصہ تک نداد ینے کی توفیق ملی ۔آپ کو چاردیواری بہشتی مقبرہ کے لیے ایک تاریخی وقار عمل میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملی۔آپ فرماتے تھے کہ اس کام کے دوران ہاتھ کام میں مصروف اور دل خدا کے حضور دعاؤں اور تسبیح وتحمید میں ڈوبا رہتا تھا۔علاوہ اس کے آپ کو محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان کے ساتھ ایک عرصہ تک کام کی توفیق ملی ۔

دورِدرویشی میں آپ کا وظیفہ پچاس روپے تھا۔بسا اوقات محنت مزدوری کر کے کچھ رقم اپنے گھروں میں بھیجنے کیلئے اور چندہ ادا کرنے کیلئے اکٹھی کرلیا کرتے تھے ۔فرماتے تھے بعض اوقات چندہ ادا کرنے کیلئے رقم نہ ہوتی تھی تو کئی کئی دن صرف ایک وقت کے کھانے پر اکتفاء کرتے یا دو روٹیوں کی بجائے ایک روٹی پر اکتفاء کرتے اور جو رقم جمع ہوتی اسے چندہ میں دے دیتے اور خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوتے ۔فرماتے ہیں جسمانی غذا کی قادیان میں اتنی فکر نہ تھی جتنی روحانی غذا کی فکر اور خیال رہتا تھا گویا ہماری کایا ہی پلٹ گئی تھی کہ ہر وقت رضائے باری تعالیٰ کی جستجو اور لگن تھی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب　　　　کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

آپ کی زندگی عشق الٰہی ، عشق قرآن ، عشق رسول ﷺ اور عشق حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ سے مزین تھی ۔ پنج وقتہ فرض نمازوں کے علاوہ ہمیشہ نوافل ادا کرتے تھے ۔جب تک ربوہ میں رہے ،اپنے محلہ دارالصدر شمالی ہدیٰ کی بیت الذکر کے امام رہے ۔ چک 5 احمد آباد سندھ ضلع بدین ، میں جہاں آپ کی زمینیں تھیں آپ اس عرصہ میں مقامی جماعت کے صدر رہے نیز آپ کو مقامی جماعت کی بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی ۔قرآن کریم پڑھنے اور افراد جماعت کو پڑھانے کی آخری عمر تک توفیق ملی ۔قرآن کریم کا کافی حصہ آپ کو حفظ تھا۔ہر رات سونے سے قبل قرآن کریم کی تلاوت کرتے ۔بعض اوقات میں نے دیکھا کہ نصف رات کے وقت اُٹھ کر پاس رکھے ہوئے قرآن کریم کو دیکھتے اور آیات کی دُہرائی کرتے گویا قرآن کریم آپ کی روح کی غذا تھی ۔آپ کے بیان کے مطابق متعدد دفعہ آپ نے خوابوں میں مقدس زیارت کی ۔یہ آپ کے عشق کا فیض تھا ۔حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتے تھے ۔حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی کے ذکر پر ہمیشہ جذباتی ہو جاتے۔خلفاء احمدیہ کی محبت اور عشق آپ کے آنسوؤں اور آپ کی آواز کے بھرّ اجانے سے ظاہر ہوتا تھا۔

کسی پنجابی شاعر نے اس کیفیت کو خوب بیان کیا ہے۔

جنہاں دے دل وچ عشق سمایا اُٹھ دے روندے بھہندے روندے ،روندے یار ملن تے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کے افراد سے دلی محبت اور قربت تھی ۔لوگ آپ سے دعائیں کرواتے ،استخارہ کرواتے ۔آپ کی دعاؤں کے قبولیت کے نظارے ہم نے ہمیشہ مشاہدہ کئے۔

دارالامان قادیان کی مقدس بستی سے عشق اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اور روحانی اولاد سے عشق نا قابل بیان تھا۔قادیان جس کے چپے چپے سے آپ واقف تھے جس کی گلیوں اور مقدس خاک میں آپ کا گزر رہوتا تھا جس کی آب و ہوا اور پاکیزہ ماحول سے آپ کی روح کو بالیدگی ملی جس کے مقدس مقامات کی حفاظت میں آپ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کا عزم لے کر وہاں رہنا اور خلفاء وقت کی یہ اطاعت پر پروانوں کی طرح سرگرداں رہنا اور جب اس مقدس بستی سے اپنے فرائض پورے کر کے اپنے وطن تشریف لائے تو آپ کے دل کی کیفیت کچھ یوں تھی۔

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیان

اس عاجز کی تمام قارئین سے درخواست ہے کہ میرے داداجان کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پیاروں کی جنت الفردوس میں معیت نصیب کرے اور ہم سب کو جو آپ کی اولاد ہیں ،آپ کی نیکیوں ،دعاؤں ،وفاؤں کا مولیٰ کریم وارث بنائے ۔آمین یارب العالمین

بسلسلہ فیصلہ جات شوریٰ مجلس انصاراللہ پاکستان 2015ء

دین کو دنیا پر مقدم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشتی مقبرہ سے متعلق دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور...... وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔آمین یا ربّ العالمین''

(قیادت صف دوم مجلس انصاراللہ پاکستان)

سابق صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور ممبران عاملہ کے اعزاز میں

الوداعی تقریب

مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے مورخہ 11 جنوری 2016ء بروز سوموار بعد نماز عشاء سابق صدر مجلس انصاراللہ پاکستان (2010 تا 2015ء) محترم حافظ مظفر احمد صاحب اور سابقہ ممبران عاملہ کے اعزاز میں الوداعی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے۔

یہ پروقار تقریب ایوان محمود میں منعقد کی گئی۔ سٹیج پر مہمان خصوصی کے ساتھ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان، محترم حافظ مظفر احمد صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ پاکستان، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید، محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، محترم صدر صاحب انصاراللہ جرمنی، مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب، مکرم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب، مکرم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب اور نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان تشریف فرما تھے۔

اس تقریب میں اراکین خصوصی و عاملہ مجلس انصاراللہ پاکستان، ان کے نائبین، کارکنان دفتر انصاراللہ اور بزرگان سلسلہ کے علاوہ قریبی اضلاع سے بعض ناظمین اعلیٰ علاقہ و اضلاع بھی تشریف لائے۔ تقریب کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب صدر صف دوم انصاراللہ پاکستان نے سپاس نامہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب اور دیگر ممبران کی انصاراللہ کے لئے خدمات کی مختصر جھلک پیش کی۔ اس کے بعد محترم مہمان خصوصی نے یادگاری شیلڈز مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب، مکرم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب اور مکرم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب کو عطا کیں۔ یہ سپاس نامہ شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

ازاں بعد محترم حافظ مظفر احمد صاحب سابق صدر انصاراللہ پاکستان نے اظہار تشکر کے طور پر اپنے جوابی کلمات میں اپنے ساتھ کام کرنے والے جملہ رفقاء کار مجلس عاملہ، ناظمین اعلیٰ علاقہ و ضلع اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ آپ نے صدر مجلس انصاراللہ اور شرکاء تقریب کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس تقریب کے ذریعہ ان کی عزت افزائی فرمائی۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی اور پھر جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور یہ پُروقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب اور دیگر ممبران عاملہ کی خدمات قبول فرمائے اور مجلس انصاراللہ پاکستان کو محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب کی صدارت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشا کے مطابق پیش از پیش مقبول خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سپاس نامہ

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام آج کی یہ تقریب سعید محترم حافظ مظفر احمد صاحب کے چھ سالہ عہد صدارت (یکم جنوری 2010ء تا 31 دسمبر 2015ء) کے اختتام پر دلی جذباتِ تشکر کے اظہار اور عاملہ سے رخصت ہونے والے دیگر اراکین کے اعزاز میں منعقد کی جارہی ہے۔ اپنے عرصہ صدارت میں آپ نے دعا، محنت، لگن اور جذبہ اخلاص سے مثالی کام کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کے عہدِ صدارت میں مجلس انصاراللہ پاکستان ترقی کی منازل طے کرتی رہی اور مجلس کے تمام شعبہ جات میں کام آگے بڑھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے ابتداءِ صدارت سے ہی اپنی تمام تر علمی اور انتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مجلس انصاراللہ پاکستان کے جملہ مجلسی اور انتظامی امور کو آگے بڑھانے کی سعی جمیلہ فرمائی۔

شعبہ تربیت کی طرف خصوصی توجہ اور مساعی کی۔ اس کے لئے ہر سطح کے عہدے داران تک رابطہ مہم آپ کے عہد صدارت کا نمایاں کام ہے۔ آپ اور آپ کے رفقاء کار نے علاقائی، ضلعی اور مجالس کی سطح کے دورہ جات کر کے مجالس کی بیداری میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دربارِ خلافت سے بلند ہونے والی ہر تحریک اور تلقین کو فوری طور پر عہدہ داران انصاراللہ اور اراکین انصاراللہ تک پہنچانے کی سعی کرتے اور پھر اس پر مؤثر عملدرآمد کے لئے جہد مسلسل اور نگرانی فرماتے۔ دن رات اراکین اور عہدہ داران کے ساتھ بذریعہ فون، سوشل میڈیا اور خطوط رابطہ رکھا۔ تنظیمی دورہ جات کے علاوہ عہدہ داران کی غمی خوشی کے مواقع پر بھی شامل ہوتے۔ اسی طرح ملکی حالات کے پیش نظر محدود پیمانے کے اجتماعی پروگرامز میں ملک کے طول و عرض میں شریک ہوتے رہے۔

آپ کے دور میں ناظمین اعلیٰ علاقہ، اضلاع اور زعماءِ اعلیٰ کی سہ ماہی میٹنگز باقاعدگی سے جاری رہیں۔ ان مواقع پر ناظمین اعلیٰ علاقہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایک روز قبل علیحدہ میٹنگز کا آغاز آپ نے فرمایا۔ دوروزہ محدود شوریٰ کا باقاعدہ انعقاد ہوتا رہا اور جماعتی روایات کے مطابق اس شوریٰ کو جاری رکھا۔

مجالس کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے تبصرہ جات بھجوانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ناظمین اعلیٰ علاقہ، اضلاع اور زعماءِ اعلیٰ مجالس کو ہر ماہ ان کی رپورٹس پر تبصرہ بھجوایا جاتا رہا۔ رابطہ کے ضمن میں آپ کے عہدِ صدارت میں انصاراللہ کی ڈائری کا اجراء ہوا اور مجلس کے عہدہ داران کیلئے 2010ء سے باقاعدگی کے ساتھ انصاراللہ کی ڈائری شائع ہو رہی ہے جس میں مجلس

اوراس کے پروگرامز کی مفید معلومات شامل اشاعت ہوتی ہیں۔کام کی وسعت کے پیش نظر مرکزی عاملہ کے اراکین پر مشتمل کمیٹیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔گزشتہ سال 11 کمیٹیاں کام کر رہی تھیں نیز بعض شعبہ جات کے نگران صاحبان مقرر ہوئے۔

عہدہ داران کو کام کی آگاہی کے لئے ریفریشر کورسز پر ملک بھر میں خصوصی توجہ دی گئی۔علاقہ،اضلاع اور مجالس کی سطح پر یہ پروگرام منعقد ہوتے رہے جن میں آپ خود اور دیگر اراکین عاملہ بھی حسب سہولت شامل ہوتے تھے۔مجالس کی بیداری میں ان پروگرامز نے مفید کردار ادا کیا۔

وَسِّعْ مَكَانَكَ کی عملی تعبیر کے نظارے بھی اللہ کے فضل سے نظر آتے رہے۔دفتری کمپلیکس اور گیسٹ ہاؤسز کی تزئین وآرائش کی توفیق ملی۔

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور خدمت خلق جماعت احمدیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔مجلس انصاراللہ میں قیادت ایثار اس مقصد کو پورا کرتی ہے۔اس شعبہ کو آپ کے عہدِ صدارت میں غیر معمولی اور وسیع پیمانے پر خدمتِ خلق کی توفیق ملی۔مرکزی فری میڈیکل کیمپس،مستحقین میں عیدین اور آفات کے مواقع پر کپڑوں اور دیگر سامان کی فراہمی،عطیہ چشم، پسماندہ اضلاع میں پانی کی سہولت کے لئے نلکوں کی تنصیب،فری میڈیکل ڈسپنسری،میڈیسن بنک کا قیام نیز پنجاب سندھ کے علاوہ شمالی علاقہ جات اور گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کے دورافتادہ علاقوں میں ہفتہ عشرہ کے طویل میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا۔اسی طرح نادار قیدیوں کی رہائی کے لئے بھی مساعی کی گئی۔احاطہ انصاراللہ میں قائم فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری سے ہزارہا مریضان استفادہ کر رہے ہیں۔

سالانہ علمی وسپورٹس ریلی کا انعقاد باقاعدگی سے ہوتا رہا اور ان کے مقابلہ جات میں اضافہ کیا گیا نیز ان مواقع پر برکاتِ خلافت کے حوالہ سے ہونے والا پروگرام ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' بھی شرکاء ریلیز کے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتا رہا۔ سال 2010ء اور 2013ء میں ''سیرۃ النبی ﷺ'' کے حوالہ سے ''نعتیہ مشاعرے'' بھی منعقد ہوئے۔اسی طرح 2015ء میں ''ڈائمنڈ جوبلی مشاعرہ'' ہوا۔

شعبہ صحتِ جسمانی کے تحت 2010ء میں ایوانِ ناصر کے شرقی جانب ایک کمرہ میں جم (Gym) قائم کیا گیا جس میں Treadmill اور آلاتِ ورزش رکھے گئے اور مرکزی طور پر احاطہ انصاراللہ میں بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کا اجراء ہوا۔

شعبہ تجنید کو آپ کے دور میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے منسلک کر دیا گیا۔اصلاح وارشاد کے تحت دعوت الی اللہ کا کام حکمتِ عملی سے جاری رہا۔الحمدللہ انصار بھائیوں کو سینکڑوں پھل بھی عطا ہوئے۔

شعبہ تعلیم القرآن کے تحت پرچہ ترجمۃ القرآن کا اجراء، ناخواندہ انصار کو ناظرہ قرآن کریم،خواندہ انصار کو ترجمہ

قرآن سکھانے کی منظم سکیم شروع کی گئی ۔ناظرہ ختم کرنے والے بیسیوں انصار کی تقاریب آمین پاکستان بھر میں منعقد ہوئیں اوران مبارک تقاریب کا سلسلہ جاری ہے ۔وقفِ عارضی کے سلسلہ میں واقفین عارضی کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور گزشتہ سال یہ تعداد پہلے سے تین گنا بڑھ کرتقریباً 1300 تک پہنچ گئی ہے ۔الحمدللہ

صف دوم میں سائیکل سواری کو رواج دینے اور انصار کو نظام وصیت میں منسلک کرنے کے لئے خصوصی مساعی ہوئی ۔اس کے لئے ہر سال تین عشرہ صف دوم منانے کا پروگرام جاری ہوا ۔حضورِ انور کی منظوری سے 2011ء سے تعلیمی وظائف (برائے اطفال) سکیم کا اجراء کیا گیا ۔

شعبہ اشاعت میں غیر معمولی کارگزاری ہوئی ...... 2010ء سے 2015ء تک ماہنامہ انصاراللہ کے چھ خصوصی نمبرز شائع ہوئے جن میں شہدائے لاہور نمبر، پچاس سالہ انصاراللہ نمبر، سید عبدالحیٔ نمبر، مرزا عبدالحق نمبر، ناموسِ رسالت نمبر اور 75 سالہ جوبلی نمبر شامل ہیں ۔2010ء تا 2015ء شعبہ اشاعت کے تحت 31 کتب کی اشاعت ہوئی ۔جس میں تاریخ انصاراللہ جلد سوم، اسوۂ انسانِ کاملؐ، اہلِ بیت رسولؐ، (رفقاء) احمد، مضامین بشیر، سبیل الرشاد جلد دوم تا چہارم بھی شامل ہیں ۔قیادت اشاعت کے تحت آپ کے دور میں شعبہ سمعی و بصری کو ایک غیر معمولی اور نمایاں خدمت کی توفیق ملی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی آڈیو ریکارڈنگ کا سلسلہ شروع ہوا اور اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 63 کتب کی آڈیوز مکمل ہو چکی ہیں جس سے دنیا بھر کے احمدی فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔الحمدللہ علیٰ ذالک ۔آپ کے دور میں ہی انصاراللہ کی ویب سائٹ کا اجراء ہوا جس پر مجلس کا تعارف، ماہنامہ انصاراللہ اور دیگر مطبوعات مہیا کی گئی ہیں ۔

آپ کے عہدِ صدارت میں سال 2013ء کو سیرت النبی ﷺ کے سال کے طور پر منایا گیا جس میں ملک بھر میں سیرۃ النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے جلسے اور سیمینارز منعقد کئے گئے ۔مرکزی سطح پر اکتوبر 2012ء سے 14 ردسمبر 2013ء تک 20 سیمینارز سیرۃ النبیؐ ایوان ناصر میں منعقد ہوئے جو MTA پر بھی نشر ہوئے ۔ماہنامہ انصاراللہ کا اگست 2014ء کا خصوصی شمارہ ''ناموسِ رسالت نمبر'' شائع کیا گیا نیز سفارشاتِ شوریٰ کی روشنی میں اس حوالہ سے دو کتب کی اشاعت بھی کی گئی ۔

آپ کے دورِ صدارت کو یہ سعادت بھی ملی کہ 2015ء میں مجلس انصاراللہ کے قیام کو 75 سال پورے ہوگئے ۔ اس سال کو حضورِ انور ایدہ اللہ کی منظوری سے ڈائمنڈ جوبلی سال کے طور پر منایا گیا ۔اس میں دعاؤں، عبادات اور تربیتی حوالے سے مختلف شعبہ جات کے خصوصی پروگرام ترتیب دیئے گئے ۔MTA کے تعاون سے ایک ڈاکومنٹری تیار ہو کر MTA پر نشر ہوئی ۔ماہنامہ انصاراللہ کا 75 سالہ خصوصی نمبر شائع ہوا ۔شعبہ سمعی و بصری کی طرف سے اس موقع پر ڈاکومنٹری انصاراللہ کی

DVDs، دعاؤں کے مجموعہ کی آڈیو CDs انصار کو مہیا کی گئیں۔75 سالہ نمائش سرائے ناصر نمبر 3 میں لگائی گئی۔متعدد یادگاری سوئیر ز تیار کئے گئے۔ڈائمنڈ جوبلی مقابلہ مقالہ نویسی منعقد ہوا۔8/مارچ 2015ءکو لوائے انصاراللہ احاطہ انصاراللہ میں لہرایا گیا۔26/جولائی کو مجلس کے 75 سال مکمل ہونے پر ایوانِ ناصر میں معلوماتی سیمنار منعقد ہوا۔25/جولائی کو پُروقار عشائیہ ایوان محمود میں اور ڈائمنڈ جوبلی مشاعرہ کا پروگرام ایوان ناصر میں منعقد ہوا۔مالی قربانی میں بھی انصار کا قدم آگے بڑھا۔

تحدیثِ نعمت کے طور پر چند نمایاں کاموں کی یہ جھلکیاں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بنیادی خدمات مستقل مزاجی کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا کرتا رہے۔محبت الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو اور ہم ہمیشہ خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہ کر کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کی برکات سے فیض یاب ہوتے رہیں۔آمین

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حافظ مظفر احمد صاحب کی خدماتِ دینیہ کو قبول فرمائے۔آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور آپ ہمیشہ مقبول خدماتِ دین کی توفیق پاتے رہیں۔آپ سے ہماری درخواست ہے کہ ہمیں اور مجلس انصاراللہ پاکستان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ہماری راہنمائی فرماتے رہیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

آخر پر اپنے اُن قابلِ احترام بھائیوں کا ذکر بھی کرنا ہے جو امسال مجلس عاملہ سے رخصت ہو رہے ہیں۔

۞ ان میں سے سب سے پہلے تو اپنے مرحوم بھائی اور رفیق کار **مکرم ومحترم محمد اسلم شاد منگلا صاحب** کا ذکر ہوگا جو گزشتہ تیس سال مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ پاکستان میں خدمات بجالاتے رہے اور 31/دسمبر 2015ء کو تقریباً 71 سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مخلص خادم سلسلہ کا اپنے خطبہ جمعہ 8/جنوری 2016ء میں ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم محمد اسلم شاد منگلا صاحب کو 1986ء تا 1989ء بطور قائد تربیت انصاراللہ مرکزیہ، 1990 تا 2004ء قائد عمومی، 2005ء تا 2011 قائد تحریک جدید، 2012ء تا 2014 قائد وقف جدید اور 2015ء میں بطور نائب صدر انصاراللہ پاکستان خدمات کی توفیق ملی۔آپ بہت حلیم الطبع اور عاجزی وانکساری سے خدمتِ دین بجالاتے رہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔آمین

مجلس عاملہ سے رخصت ہونے والے دوسرے ممبران میں:

۞ **مکرم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب** کو 19 سال انصاراللہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے رکن رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔آپ کو 1997ء تا 2001ء قائد تربیت نومبائعین، 2002 تا 2011ء قائد وقف جدید اور 2012 تا 2015ء قائد تحریک جدید کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔اسی طرح آپ انصاراللہ پاکستان کی مختلف کمیٹیز کے رکن تھے۔سالانہ سپورٹس

ریلی انصاراللہ پاکستان کے مواقع پر لمبا عرصہ منتظم مقابلہ جات کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۞ **مکرم پروفیسر قریشی عبدالجلیل صادق صاحب** کو 1998ء تا 2015ء مسلسل 18 سال بطور قائد ذہانت وصحت جسمانی انصاراللہ پاکستان خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔ آپ کے دور کی نمایاں خدمات میں سالانہ سپورٹس ریلی انصاراللہ پاکستان کا کامیابی سے انعقاد ہے۔ جس کا آغاز 1999ء میں بیڈمنٹن ٹورنامنٹ سے ہوا اور 2015ء کی ریلی میں 16 کھیلوں کے مقابلہ جات تک اس کا دائرہ وسیع ہوگیا۔ انصار بھائیوں کی صحتِ جسمانی اور کھیلوں کے فروغ کے لئے آپ کی خدمات تاریخ انصاراللہ کا اہم حصہ ہیں۔

۞ **مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب** 2011ء تا 2015ء مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کے رکن رہے۔ 2011ء میں معاون صدر، 2012ء تا 2014ء قائد تعلیم اور 2015ء میں قائد وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ڈائمنڈ جوبلی نمائش آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عاملہ سے رخصت ہونے والے سب ممبران کی خدمات قبول فرمائے اور ان کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے آمین

یکم جنوری 2016ء سے حسب منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مکرم ومحترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔ ہم جملہ اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں یہ دعا کرتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ ان کو احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے" آمین

اور یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم پوری محنت لگن اور جذبۂ اخلاص و اطاعت سے مجلس انصاراللہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے آپ کے ساتھ مثالی تعاون کریں گے۔ انشاءاللہ العزیز

آخر پر ہم مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے جملہ شرکاءِ محفل کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے تشریف لا کر اس تقریب کو رونق بخشی اور آپ سے درخواستِ دعا کرتے ہیں کہ مجلس انصاراللہ پاکستان حضرت خلیفۃ المسیح کی منشاء کے مطابق حضور کی سلطانِ نصیر بن کر ہمیشہ ترقی کی منازل طے کرتی رہے۔ آمین

ہم ہیں اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان

ایڈیٹر کی ڈاک

❁ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب پشاور شہر سے لکھتے ہیں کہ:

حال ہی میں رسالہ انصاراللہ کا 75 سالہ خصوصی نمبر شائع کیا گیا ہے۔اس شمارہ کی خوبیاں الفاظ میں بیان کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔مضامین کے عناوین کا انتخاب بھی ایک جدوجہد کا نتیجہ ہے اور ہر مضمون نگار نے نفس مضمون کے لئے بہت محنت کی ہے۔اور قارئین کی دلچسپی کا باعث بنے۔اس شمارہ میں بہت سے قیمتی اور تاریخی ریکارڈ کو شائع کر کے آئندہ کے لئے محفوظ کیا گیا ہے۔یہ کاوش یقیناً آئندہ تاریخ لکھنے والوں کے لئے قیمتی مواد مہیا کرنے میں کارآمد ثابت ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 75 سال کے موقع پر جو پیغام دیا ہے اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ انصاراللہ کے بارہ میں فرمایا: **"پس اس رسالے کا سب سے نمایاں فرض تو خلیفہ وقت کی آواز پہنچانا ہے"** یہ بات تسلی کا موجب ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں یہ بھی فرمایا کہ یہ ذمہ داری **"رسالہ (ماہنامہ انصاراللہ) ماضی میں بھی نبھاتا رہا ہے"** یعنی خلیفہ وقت کی آواز (خطبات وتقاریر) قارئین رسالہ ماہنامہ انصاراللہ تک پہنچتی رہی ہیں۔

❁ مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں کہ:

مجموعی طور پر رسالہ بہت اچھا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے سب ساتھیوں اور کسی نہ کسی طرح بھی اس نمبر کی تیاری کرنے میں مدد کرنے والوں کو جزائے خیر دے اور جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے **"اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت** ہر لحاظ سے بابرکت بنائے، **آپ کو ترقی کے سفر کی یہ منزل مبارک کرے اور آئندہ بھی اپنی ترقیات کی لامتناہی منازل طے کرتے چلے جائیں"** یہ پیغام سب انصار بھائیوں کے لئے ہے۔اللہ تعالیٰ یہ دعا ساری مجلس انصاراللہ کے حق میں قبول فرمائے۔آمین

شذرات

مرسلہ مرزا مبارک احمد صاحب۔پشاور

صحیح تاریخ پڑھنا گناہ نہیں

تاریخ ماضی کے واقعات، تحریکوں، جنگوں، ثقافت، رسم و رواج اور زندگی کا ریکارڈ ہے۔ان واقعات وجوہات اور نتائج پر بحث کرتی ہے۔ان کو اس طرح بیان کرتی ہے جس طرح کہ وہ وقوع پذیر ہوئے تھے۔تاریخ کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوتا بلکہ مذہبوں کی تاریخ ہوتی ہے۔یہ ماضی تلخ بھی ہوسکتا ہے اور خوبصورت بھی۔مثال کے طور پر یہ حقائق تاریخ کا حصہ ہیں کہ آج پاکستان، اسلام اور نظریہ پاکستان کی دعویدار جماعت اسلامی جمعیت العلماء اور دوسری مذہبی جماعتوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی۔سب سے پہلے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) منتخب جمہوری حکومت کو قائداعظم کے حکم سے برطرف کیا گیا تھا۔ڈاکٹر خان صاحب نے ون یونٹ میں مغربی پاکستان کے وزیراعلیٰ کا عہدہ قبول کر کے چھوٹی قومیتوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا۔جماعت اسلامی میں تو جرأت کی کمی ہے لیکن مرحوم مفتی محمود بڑے صاف گو عالم دین تھے۔انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ "تقسیم ہند کے جرم میں ہم شامل نہیں"۔یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قائداعظم نے ایک جمہوری، وفاقی، لبرل اور سیکولر پاکستان کی بنیاد رکھی تھی۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ قادیانی سر ظفر اللہ اور پہلے وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل کو قائد نے خود منتخب کیا تھا۔قرارداد مقاصد کے ذریعے اس کو مشرف بہ اسلام کرنے اور ون یونٹ کے ذریعے اس کو وفاقی کی بجائے وحدانی ریاست بنانے کی کوشش کی گئی۔نتیجہ ان حرکات کا یہ نکلا کہ ایک ملک جو بہت سی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا دولخت کر دیا گیا۔یہ سارے واقعات ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔اسی طرح زمین کے کسی خطے کی بھی اپنی تاریخ ہوتی ہے۔یہ واقعات جو میں نے بیان کئے ہیں حالیہ تاریخ ہے، نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔جنوبی ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں بحیثیت تاجر، سندھ اور شمالی ہندوستان میں بحیثیت فاتح اور حکمران۔بحیثیت تاجر وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ پُرامن سرگرمیوں کے ذریعے زیادہ سے زیادہ تجارتی فوائد حاصل کریں۔ہندوستان کے ہندو حکمرانوں نے ان نووارد مسلمانوں کے ساتھ نہ صرف یہ کہ رواداری اور حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا بلکہ انہیں ہر قسم کی سہولتیں دیں۔سندھ میں مسلمان محمد بن قاسم کی سرکردگی میں آئے۔راجہ داہر کی شکست اور سندھ کو فتح کرنے کے بعد جب یہ سوال آیا کہ یہاں غیر مسلموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو حجاج بن یوسف نے علماء وفقہا سے مشورے کے بعد عملی سیاست کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ ہندوؤں کے ساتھ اہلِ کتاب جیسا سلوک کیا جائے۔یہ وہ اہم فیصلہ تھا جس

پر آگے چل کر ہندوستان کے کامیاب مسلمان حکمرانوں نے اپنی مذہبی پالیسی کی بنیاد رکھی۔ شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد خونریز جنگوں کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے تلوار کے زور سے یہاں کے حکمرانوں کو شکست دے کر اس علاقے پر قبضہ کیا تھا۔ ان میں غزنوی، غوری، ابدالی، لودھی جیسے افغان اور مغل بادشاہ وغیرہ شامل تھے۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل برصغیر کوئی جنگل اور بیابان نہیں تھا۔ یہ علاقے پرانی تہذیبوں کے مسکن تھے وادیٔ سندھ کی تہذیب کا شمار مصر اور عراق سے بھی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے شہر، ان کی تہذیب اور ثقافت اس سر زمین پر تھے۔ گندھارا کی عظیم تہذیب اور چندر گپت موریہ کی حکمرانی عظیم اشوکا اور کنشک کی خوشحالی حکمرانی کا دور، پانینی کی علمیت اور ٹیکسلا کی یونیورسٹیاں ہماری تابناک تاریخ کا حصہ ہیں۔ لاہور، کراچی ٹیکسلا اور پشاور کے عجائب گھروں میں پڑی ہوئی آثار قدیمہ کے نمونے اس سرزمین کی شان وشوکت کی یادگار ہیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم سکول میں پڑھتے تھے تو ہماری کتابوں میں چندر گپت موریہ خاندان، اشوک اور کنشک کی حکومتوں کے بارے میں ابواب شامل تھے۔ ضیاء الحق کے اسلامی انقلاب کے دور میں دیگر اقدار کی طرح تاریخ کے یہ دور بھی درسی کتابوں سے نکال دیئے گئے۔ لیکن اس دور کے کھنڈرات اور چٹانوں پر لکھی گئی تحریریں وغیرہ جو صوابی، تخت بھائی، مردان، سوات اور پشاور کے علاقوں میں اب بھی موجود ہیں کو ہم اپنی تاریخ سے کیسے نکال سکتے ہیں۔ کیا بامیان میں ''بدھا'' کے بتوں کو دھماکے سے اڑا کر طالبان افغانستان کی تاریخ کو بدلنے میں کامیاب ہوگئے۔ اگر مسلمانوں کی تاریخ سے آپ سکھوں، مرہٹوں اور ہندوؤں کا ذکر نکال دیں تو پھر کیا رہ جائے گا۔ بس مسلمانوں کی آپس کی لڑائیاں اور سازشیں، یا ابن انشاء کے بقول ''اورنگزیب نے کوئی نماز چھوڑی اور نہ کوئی بھائی'' قسم کے بدنما واقعات۔ مسلمانوں کی تاریخ کے قابلِ فخر باب تو وہ ہیں جن میں انہوں نے ہندوؤں کے رانا سانگا، مرہٹوں کے شیواجی کو شکست، احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں پانی پت کی شکست۔ یہ بھی ہماری تاریخ ہے کہ محمود غزنوی نے سومنات کے بُت توڑے لیکن بامیان کے بدھا کے بتوں کی حفاظت کی کیونکہ وہ افغانستان کی تاریخ کا حصہ تھے کسی عبادت گاہ کے بُت نہیں تھے۔ جنرل مشرف کی حکومت تعلیمی نصاب میں ہندو اور بدھ مت دور کے کچھ ابواب تاریخ کے کورس میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن ہمارے ایم ایم اے کے ''قائدین'' اس کی مخالفت کرتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ ابواب شامل کرنے سے پاکستان کی پاک مٹی ''پلید'' ہو جائے گی۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ لیاقت بلوچ، فرید پراچہ صاحب اور قاضی حسین احمد مرحوم جب سکول میں پڑھتے تھے اس وقت یہ باتیں کتابوں میں شامل تھیں۔ اگر تاریخ میں ہندوؤں اور بدھوں کے ذکر سے پاکستانی قوم ''لادین'' ہوتی ہے تو پھر ہمیں غیر مسلموں کی ہر چیز اور نشانی کو ختم کرنا ہوگا۔ پھر ہوائی جہاز، ٹیلی فون، لاؤڈ سپیکر، موٹر کار، سیمنٹ، بجلی، ریڈیو، پنکھے، ایئر کنڈیشنڈ، دوئیاں، کلینکل لیبارٹریاں، فریج، ڈیپ فریزر، گھڑیاں، راکٹ، میزائل، ٹینک، توپ، پٹرول، گیس، اسلامی ایٹم بم اور ٹی وی غرض کوئی چیز بھی ''مسلمان'' نہیں ہے

۔بدقسمتی سے سب کافروں کی ایجاد ہیں۔ پھر تو آئین، قانون، عدالتیں، اسمبلیاں، جمہوریت، اخبارات، وردی وغیرہ سب غیر اسلامی ہیں۔اسلام میں تو خلیفہ اور سپہ سالار ایک ہوتا ہے۔ آئین، آئینی حکومت، جمہوریت، 17ویں ترمیم، اسمبلی کی TA,DA، تنخواہیں، مراعات، خواتین کی ممبری یہ سب تو خالصتاً غیر مسلم امور ہیں۔ کیمسٹری، فزکس، علم فلکیات، جغرافیہ، جیالوجی، جرنلزم، زراعت، فارسٹری، باٹنی، زوالوجی اور کمپیوٹر سائنس بھی تو اسلامی نہیں ان کے قوانین اور ایجادات تو غیر مسلموں کی ہیں۔ نیوٹن، آئن سٹائن، گراہم بیل، ابراہام لنکن، شیکسپیئر، چارلس ڈکنز، کولمبس (بش بمعہ ڈالرز) نپولین، ہٹلر، سکندر اعظم اور پورس وغیرہ کو کتابوں سے نکالنا ہوگا۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کا دعویدار ہونے کے باوجود تاریخ کے نام پر اپنے طلباء کو جھوٹ اور غلط اطلاعات پڑھا رہا ہے۔ تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا کام تو قیام پاکستان کے ساتھ شروع کر دیا گیا تھا۔ تاریخ اور پاکستان سٹڈیز کے نام پر جنرل ضیاء الحق کے دور میں جو ڈس انفارمیشن پھیلائی گئی اس نے تو لفظ تاریخ کو مذاق بنا کر رکھ دیا۔ جب ہم تحریک آزادی کی بات کرتے ہیں تو کیا صرف مسلم لیگ نے آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا؟ کیا خدائی خدمتگار تحریک، نوجوان سبھا، بھگت سنگھ کی کرانتی دل پارٹی، کانگرس، کمیونسٹ پارٹی جمعیت العلماء ہند، مجلس احرار، خاکسار وغیرہ نے کوئی قربانی نہیں دی تھی؟ لیکن کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں تو الٹا ملک احمد، ملک تجو خان، حاجی صاحب ترنگزئی، باچا خان، صمد خان، صنوبر حسین کاکاجی، احمد شاہ بابا، ملالہ، ہڈے ملا صاحب، عمرا خان اور فقیر ایپی جیسے مجاہدین آزادی کو بھی تاریخ سے نکال دیا گیا ہے۔

گندھارا تہذیب، چندر گپت موریہ خاندان اور پانینی کے شمالی پاکستان پر اثرات کے بارے میں کوئی ذکر نہیں حالانکہ ہم ہر بیرونی مہمان کو ٹیکسلا کا عجائب گھر اور یونیورسٹی فخر سے دکھاتے ہیں، اب یہ عمارات کیا ہیں، کس نے بنائی ہیں، اس کا ذکر کرنا کفر کیسے ہو سکتا ہے؟ سائنس اور ٹیکنالوجی میں تو ہم ویسے بھی پسماندہ ہیں لیکن سوشل سائنسوں اور خاص طور پر تاریخ کو بھی ہم نے بیڑیاں پہنادی ہیں۔ حکومت کو کسی کی چیخ و پکار پر کان دھرنے کی بجائے اپنی آئندہ نسلوں پر رحم کھا کر تاریخ اور جغرافیہ صحیح پڑھانا چاہئے اور تعلیمی اصلاحات کر کے نظام تعلیم کی اصلاح کرنی چاہئے۔ شاید اس طرح ہم اچھے عالم پیدا کر سکیں۔

(جمیل مرغز۔ بعنوان "سنگ زنی" روزنامہ "آج" پشاور مطبوعہ 3/دسمبر 2015ء)

ہم پر عذاب کیوں اترتے ہیں

ہم نے کبھی صدق دل سے سوچا ہے یا اس بات پر غور کیا ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہم پر عذاب کیوں اتارے جاتے ہیں۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم دین مبین اسلام سے دور

ہیں۔اللہ کریم نے قرآن مجید فرقان حمید اور ہادی برحق احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں پوری انسانیت کو اپنے درس عظیم سے سمجھا دیا ہے کہ فلاں چیز کے قریب مت جاؤ اور فلاں عمل اختیار کرو یعنی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔مگر یہاں تو پورا منظر ہی کچھ اور ہے۔اللہ پاک نے سود سے منع فرمایا ہے اور کہہ دیا ہے کہ سود خوری اللہ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔مگر آج کا انسان وقتی منفعت کے لئے بہت بڑا خسارہ اپنے لئے چُن لیتا ہے۔ہم نے شہر پشاور جس میں صدر کا علاقہ بھی شامل ہے ایک تفصیلی سروے کیا ہے ہمیں 95 فیصد دکاندار سود میں ڈوبے نظر آئے ہیں۔یہ اللہ کے بندے جن سے سُود پر رقم اٹھا چکے ہیں انہیں لاکھوں اور کروڑوں روپے صرف سُود در سُود ادا کر چکے ہیں۔اصل زر اس کے علاوہ ہے۔لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ سُود کی لعنت میں ڈوبے کئی گھرانے تباہ وبرباد ہو چکے ہیں۔چند سال قبل پشاور کینٹ ہی کے دکاندار باپ بیٹوں نے سُود کی رقم ادا کرنے کی سکت نہ رکھتے ہوئے خودکشی کرلی تھی۔لوگ زر پرستی میں اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ چند دنوں کے افسوس کے بعد یہ سب کچھ بھول بھال گئے۔حکومتی سطح پر نہ تو سُودی کاروبار کو روکنے کے لئے کوئی تگ ودو کی جارہی ہے اور نہ ہی اُن سود خوروں کا راستہ روکا جارہا ہے جو دکانداروں کو سُود پر رقوم دینے کا دھندہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔پھر کہتے ہیں اللہ رب العزت کی طرف سے عذاب کیوں اترتے ہیں۔ہم اپنے اعمال وافعال پر تو ذرا غور کریں۔اللہ جانے ہم فقیروں کی یہ دعا کب قبول ہوگی کہ اے پالنے والے رب، اے دوجہانوں کے مالک، اے رحیم وکریم، اے غفار، ستار اور قہار اس امت مسلمہ کو ایک اور عمرؓ دے دے۔اس بگڑی ہوئی ملت کو تو سیدنا عمر فاروقؓ جیسی ہستی ٹھیک کرسکتی ہے۔صرف یہاں تک بس نہیں ہوئی۔سُود خوری، زناء، شراب نوشی اور ایسی ہی غلاظتیں، قباحتیں اور خرابیاں ہم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔رہی سہی کسر الیکٹرانک میڈیا نے پوری کردی ہے۔کوئی اشتہار ایسا نہیں جس میں نیم عُریاں عورتوں کو نہ دکھایا جائے۔ایسے اشتہار جن میں سرے سے عورتوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اُن میں بھی عورتوں کو بے پیرہن دکھایا جاتا ہے۔عجیب مذاق چل رہا ہے۔کہنے کو ہم خود کو مسلم امۃ کہتے ہیں کردار ہمارا کافروں سے بھی بدتر ہے۔دراصل ہم منافق ہیں۔اندر سے کچھ باہر سے کچھ۔ہمارا ظاہر و باطن مختلف ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ہم منافقت کی تمام حدیں پار کر کے اپنے رب سے مذاق کرتے ہیں تو ہم اس دنیا اور آخرت میں بھی عذاب کے مستحق قرار دیے جاتے ہیں۔ہمیں من حیث القوم خود کو بدلنا ہوگا۔صراط مستقیم کو اپنانا ہوگا مگر اس سب عمل کے لئے وقت کے علماء کرام، مشائخ عظام، واعظ، خطیب اور رہادی کو خود احتسابی کے عمل سے گزر کر اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا۔یہ ہم نہیں، لوگ کہتے ہیں۔اور وہ کہتے ہیں نا کہ ”کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا“ جی ہاں۔اکثریت کی یہی رائے ہے کہ وقت کے واعظ اور خطیب کی زبان میں اثر نہیں رہا۔وہ صبح سے رات گئے تک خطبات اور وعظ دیتا ہے مگر لوگ ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔اس لئے ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ ہم پر عذاب کیوں اترتے ہیں۔

(نیر سرحدی۔بعنوان ’پورا سچ‘ ”روزنامہ ”آج“ پشاور مطبوعہ 3/دسمبر 2015ء)

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

مجالس انصاراللہ کی مساعی

ریفریشر کورسز، میٹنگز، اجلاسات واجتماعات

یکم نومبر نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کا سالانہ اجتماع آٹھ مقامات (دارالذکر، بیت النور، ٹاؤن شپ، بیت التوحید، لاہور کینٹ، ڈیفنس، رچنا ٹاؤن، شاہدرہ ٹاؤن) میں بیک وقت منعقد ہوا جس میں ضلع لاہور کی تمام مجالس سے 719 انصار شریک ہوئے۔افتتاحی اجلاس مکرم طاہر احمد ملک صاحب امیر ضلع جبکہ اختتامی اجلاس زیر صدارت مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس ہوا۔عملی اصلاح اور ''تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں'' اور دیگر موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔اس موقع پر دارالذکر میں تصویری اور تحریری نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا جسے صدر مجلس نے ملاحظہ فرمایا اور اپنے تاثرات سے نوازا۔دیگر مقامات پر بھی نمائندگان جن میں مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم مظفر احمد درانی صاحب، مکرم حنیف احمد محمود صاحب قائد اشاعت اور مکرم لئیق احمد عابد صاحب نے شرکت کی اور نصائح فرمائیں۔

یکم نومبر نظامت اعلیٰ ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام L-30/11 میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔مکرم مظفر احمد درانی صاحب قائد تعلیم اور مکرم ناظم صاحب اعلیٰ علاقہ نے شمولیت کی ۔گولہ پھینکنا، نیزہ پھینکنا اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔حاضری 141 رہی۔

6 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع اوکاڑہ کا ڈائمنڈ جوبلی کے حوالہ سے نمائش اور سیمینار کا انعقاد ہوا۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے شمولیت کی۔حاضری 66 انصار، 1 نومبائع اور 8 مہمان رہی۔

8 نومبر مجلس پنجاب گورنمنٹ سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔مکرم مجید احمد بشیر صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ اور مکرم ماجد علی صاحب نائب امیر ضلع نے شمولیت کی۔علمی وورزشی مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔اس موقع پر ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا جسے تمام شاملین نے دیکھا۔حاضری 40 رہی۔

13 دسمبر مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کا ساتواں ایک روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔علمی وورزشی مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والوں میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔حاضری 55 رہی۔

13 دسمبر مجلس دارالنور فیصل آباد کے زیر اہتمام اجتماع منعقد ہوا۔مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب نے بطور نمائندہ مرکز شرکت کی۔

13 دسمبر نظامت اعلیٰ ضلع چکوال کا اجتماع منعقد ہوا۔مکرم فہیم الدین ارشد صاحب نے بطور نمائندہ مرکز شرکت کی۔حاضری 48 رہی۔

14 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔مکرم مظفر احمد درانی صاحب قائد تعلیم نے شمولیت کی۔حاضری 149 رہی۔

14 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع حیدرآباد کا ایک روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔ حاضری 300 رہی۔

15 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کے زیراہتمام ریفریشر کورس داعیان منعقد ہوا۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے شمولیت کی۔

15 نومبر مجلس جوہر ٹاؤن لاہور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ حاضری 59 رہی۔

15 نومبر مجلس ڈرگ کالونی کراچی کے 18 انصار نے نظامت ضلع کراچی کے زیراہتمام ہونے والے اجتماع میں شمولیت کی جبکہ 2 انصار نے مقابلہ نظم اور مقابلہ تقریر فی البدیہہ میں حصہ لیا۔

18 دسمبر نظامت اعلیٰ علاقہ لاہور نے علاقائی سطح پر میٹنگ اور الوداعی تقریب منعقد کی جس میں علاقہ کے امراء کرام اور ناظمین کے ساتھ مرکز سے مکرم صدر صاحب مجلس اور دیگر 9 ممبران عاملہ نے شرکت کی۔ اس موقع پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب سابق صدر مجلس اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے خطاب فرمایا۔ حاضری 65 رہی۔

26 دسمبر نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیراہتمام مارٹن روڈ کراچی میں جلسہ سیرت النبیؐ ہوا جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلو بیان کئے گئے۔ حاضری 168 رہی۔

13 دسمبر مجلس نوابشاہ شہر کے زیراہتمام وصیت کی اہمیت اور وقفِ عارضی کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں مکرم طارق قریشی صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ نے شرکت کی۔ اس موقع پر مجلس کے نئے دفتر کا افتتاح بھی ہوا۔ حاضری 39 رہی۔

20 دسمبر نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب نے خطاب کیا۔ حاضری 83 رہی۔

22 دسمبر مجلس دارالنور فیصل آباد کے حلقہ منصورہ کا تربیتی اجلاس نومبائعین منعقد ہوا۔ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین اور مکرم انتصار احمد نذر صاحب مربی سلسلہ نے شمولیت کی۔ حاضری 23 رہی۔

25 دسمبر مجلس پشاور روڈ راولپنڈی کا سالانہ اجتماع ڈائمنڈ جوبلی زیرصدارت مکرم ناظم اعلیٰ علاقہ منعقد ہوا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں نماز، دعاؤں اور اپنی نسلوں کو ایم ٹی اے کے ساتھ وابستہ کرنے پر زور دیا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ حاضری انصار 39، خدام 12 اور اطفال 9 رہی۔

میڈیکل کیمپس و خدمت خلق (ایثار)

22 اکتوبر مجلس گلشن پارک لاہور کے زیراہتمام میڈیکل کیمپ میں 37 مریضوں کو ادویات دیں کیمپ کے علاوہ بھی 22 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

15 نومبر مجلس جوہر ٹاؤن لاہور کے زیراہتمام فیروز پور والا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا۔ 78 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

24 تا 26 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے زیراہتمام ایک ہائی سکول میں میڈیکل کیمپ کے ذریعہ کلاس ایک سے کلاس پنجم کے 1087 طلباء کا طبی معائنہ کیا اور حفظانِ صحت کے موضوع پر لیکچر دیا گیا۔

8 اور 29 نومبر مجلس فیصل ٹاؤن لاہور نے بمقام موچی پورہ میں دو میڈیکل کیمپس لگائے جن میں مجموعی طور پر 62 مریضوں

کو چیک اپ کے بعد ادویات دی گئیں۔

ماہ دسمبر مجلس گلشن پارک لاہور کے نے دوران ماہ 27 غریب نادار افراد کو مبلغ 11850 روپے کی امداد دی اور 6 انصار نے 3 ہسپتالوں کا دورہ کر کے 45 مریضوں کی عیادت کی۔

13 دسمبر نظامت اعلیٰ ضلع لاہور نے مختلف مقامات پر کیمپ لگا کر 92 بوتل عطیہ خون جمع کیا۔

ماہ نومبر نظامت اعلیٰ ضلع عمر کوٹ نے دوران ماہ 8 مستحقین میں کپڑوں کے جوڑے تقسیم کئے اور 220 مریضوں کا علاج کروایا۔

ماہ نومبر مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ جات دارالعلوم شرقی نور، نصیر آباد غالب اور دارالفضل غربی فضل نے ربوہ کے گردونواح میں میڈیکل کیمپ لگا کر 190 مریضوں کو ادویات دیں۔

مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ جات دارالصدر شرقی الف، مجلس مقامی، باب الابواب شرقی، دارالعلوم جنوبی احد اور دارالنصر وسطی نے ربوہ کے گردونواح میں 7 میڈیکل کیمپس لگا کر 612 مریضوں کو ادویات دیں۔

ماہ نومبر مجلس مقامی ربوہ نے دوران ماہ 2901 مریضوں کو ادویات دیں، 694 غرباء کی مبلغ 213191 روپے کی مالی مدد کی۔

ماہ نومبر مجلس ماڈل کالونی کراچی نے دوران ماہ چار میڈیکل کیمپس لگائے جن میں مجموعی طور پر 1733 مریضوں کو چیک اپ کے بعد ادویات دی گئیں۔

ماہ دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی نے دوران ماہ 4 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جو ملیر توسیعی کالونی کراچی میں لگائے گئے۔ مجموعی طور پر 1610 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

22 نومبر ڈرگ کالونی کراچی کا اجلاس عام منعقد ہوا جس میں ڈینگی بخار کے بارہ میں لیکچر دیا گیا، بزم ارشاد اور ایک ڈاکومنٹری فلم بابت وقفِ جدید دکھائی گئی۔ حاضری 18 انصار اور 3 اطفال رہی۔

15 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع گوجرانوالہ نے مجلس گوجرانوالہ غربی کے اشتراک سے تڑگڑی میں میڈیکل کیمپ لگایا جس میں 110 مریضوں کو بعد از چیک اپ ادویات دی گئیں۔

22 نومبر نظامت اعلیٰ ضلع حیدرآباد کے زیر اہتمام خانپور میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں پانچ مریضوں کا چیک اپ کر کے ان کو ادویات دی گئیں۔

13 دسمبر مجلس نوابشاہ شہر کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ میں 50 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

وقار عمل

20 نومبر مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ ناصر آباد شرقی نے وقار عمل کیا جس میں 45 انصار نے حصہ لیا۔

6 دسمبر مجلس واہ کینٹ راولپنڈی کے زیر اہتمام بیت الحمد میں وقار عمل کیا گیا اینٹیں اور پرانی ٹائلیں اٹھا کر صفائی کی گئی۔ بعد میں کلوجمیعًا کا پروگرام ہوا اور تربیتی پروگرام بھی ہوا۔ حاضری 40 انصار، 4 خدام اور 2 اطفال رہی۔

یکم اور 29 نومبر کو مجلس ماڈل کالونی کراچی نے دو وقار عمل کئے جن میں گلیوں اور بیت الذکر کی صفائی کی گئی۔ بالترتیب دونوں

وقارعمل میں حصہ لینے والوں کی تعداد 34اور 35 رہی۔
29نومبر مجلس گلزار ہجری کراچی کا وقارعمل اور اجلاس عام بیت الشرف میں ہوا۔ سینٹر کی صفائی کی گئی اس کے بعد اجلاس عام منعقد ہوا جس میں اصلاح وارشاد اور تربیتی امور پر تقاریر کی گئیں۔
13دسمبر ڈرگ کالونی کراچی نے ضلعی انتظام کے تحت ہل پارک میں وقارعمل کیا۔23 انصار وخدام واطفال نے حصہ لیا۔
13دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام اجتماعی وقارعمل ہوا جس میں 26 انصار نے حصہ لیا۔
15نومبر مجلس جوہر ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام وقارعمل ہوا جس میں 25 انصار، 7 خدام اور 1 طفل نے حصہ لیا۔
13 تا 20دسمبر مجلس بیت الاحد لاہور کے 8 انصار اور 2 خدام نے سپیڈ بریکر پر زیبرا نشان کو واضح کرنے کے لئے رنگ کیا۔ اہل علاقہ نے جماعت کے اس وقارعمل کو بہت پسند کیا۔
18دسمبر تا 5جنوری مجلس ہاؤڈ و گجر لاہور کے 8 انصار نے متواتر جلسہ سالانہ قادیان کے ایام میں خدمات سرانجام دیں۔

ذہانت صحت و جسمانی

ماہ نومبر مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام طبی لیکچر بر موضوع ''عطیہ خون کے متعلق معلومات'' اور ''پیاز کے خواص'' منعقد ہوئے۔ یہ لیکچر اجلاس عام کے موقع پر دیئے گئے۔
14نومبر نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیر اہتمام چار سیکٹر (جن میں تمام مجالس شامل تھیں) کے والی بال اور رسہ کشی کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ رسہ کشی میں 44 اور والی بال میں 24 انصار نے حصہ لیا۔
13دسمبر نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیر اہتمام سائیکل سفر برائے پکنک کا انعقاد ہوا۔ 30 مجالس دو مقامات ہل پارک اور سفاری پارک میں جمع ہوئے۔ ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ حاضری 308 رہی۔
6دسمبر مجلس دارالفضل فیصل آباد نے کمپنی باغ میں اجتماعی واک کا اہتمام کیا۔ مکرم ڈاکٹر مظفر محمود صاحب زعیم اعلیٰ نے ''اچھی صحت کیسے رکھی جا سکتی ہے'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ 11 انصار واک میں شریک ہوئے۔
20دسمبر مجلس ٹیکسلا ضلع راولپنڈی نے اپنی سالانہ پکنک خانپور ڈیم پر منائی۔ ربیع الاوّل کی مناسبت سے اجلاس بھی کیا گیا۔ 13 انصار و خدام نے حصہ لیا۔
6دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی کی سالانہ پکنک جام کوٹھ ملیر کراچی میں ہوئی۔ کرکٹ، رسہ کشی، میوزیکل چیئرز اور کلائی پکڑنا کے مقابلے بھی ہوئے۔ حاضری 53 رہی۔
31دسمبر مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام مقابلہ ٹیبل ٹینس منعقد ہوا جس میں 9 انصار نے حصہ لیا۔

صفِ دوم

8نومبر مجلس ایوانِ توحید کے زیر اہتمام صف دوم کے حوالہ سے ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ اور زعیم اعلیٰ انصاراللہ مقامی ربوہ نے اجلاس کی صدارت کی۔ قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء احمدیت کے ارشادات سے وصیت کی اہمیت وافادیت کو بیان کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کی یاد میں

عجب محبوب تھا سب کی محبت اس کو حاصل تھی
دلوں میں جڑ ہو جس کی وہ عقیدت اس کو حاصل تھی

ہیں سب یہ جانتے کہ کام معمولی نہ تھا اس کا
کہ مامورِ زمانہ کی نیابت اس کو حاصل تھی

اُسے قدرت نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے سنوارا تھا
تھا جس کا شاہکار اس کی ضمانت اس کو حاصل تھی

علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر تھا گر سینہ
تو میدانِ عمل میں خاص شہرت اس کو حاصل تھی

اُولوالعزم و جواں ہمت تھا وہ عالی گہر ایسا
زمانے بھر سے ٹکرانے کی ہمت اس کو حاصل تھی

رضا کے عطر سے ممسوح کر کے اُس کو بھیجا تھا
وہ ایسا گُل تھا کہ ہر گُل کی نکہت اس کو حاصل تھی

اُسے ملتا تھا جو بھی وہ اسی کا ہو کے رہ جاتا
کہ دل تسخیر کر لینے کی قوت اس کو حاصل تھی

اُٹھاتا تھا نظر اور دل کے اندر جھانک لیتا تھا
خدا کے فضل سے ایسی بصیرت اس کو حاصل تھی

وہ نور آسمانی تھا زمیں پہ جو اُتر آیا
کلمۃ اللہ ہونے کی سعادت اس کو حاصل تھی

وجیہہ و پاک لڑکے کی خدا نے خود خبر دی تھی
عجب رنگِ ذکاء شانِ وجاہت اس کو حاصل تھی

وہ! ذہن وفہم کی جس کے خدا نے خود گواہی دی
ذہانت اس کو حاصل تھی ، فراست اس کو حاصل تھی

”یہ ممکن ہے اسیروں کے جہاں میں رستگار آئیں“
کہاں وہ بات لیکن جو فضیلت اس کو حاصل تھی

جو نظروں کو جکڑ لے ایسی صورت کا وہ مالک تھا
دلوں کو کھینچ لے جو ایسی سیرت اس کو حاصل تھی

تبسم زیرِ لب ، روشن جبیں ، روئے گلاب آسا
جو یوسفؑ کو ملی تھی ایسی طلعت اس کو حاصل تھی

وہ اس کی زندگی کہ سعیٔ پیہم سے عبارت تھی
نہ دن کا چین ، نہ شب کی فراغت اس کو حاصل تھی

ہجوم افکار کا ، جہدِ مسلسل اور کٹھن راہیں
مگر پھر بھی طبیعت کی بشاشت اس کو حاصل تھی

نظیرِ حسن و احسانِ مسیح و مہدیؑ دوراں
تھا جس کی ذریّت اس کی شباہت اس کو حاصل تھی

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf
Regd #: FR - 8

Monthly
ANSARULLAH
ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org
Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
February 2016 (A.D)/ Rabi ul Sani, Jamadi ul Awal 1437 (H) / Tablegh 1395 (H.S)

ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا مقصد (دین حق) کی سچائی اور (۔) کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے (دین حق) کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے رستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پر چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔

پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے (دین حق) کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دِلاتا ہے اور دِلانے والا ہونا چاہئے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔'' آمین